خالد
ربوہ
ماہنامہ
مدیر
عطاء المجیب راشد
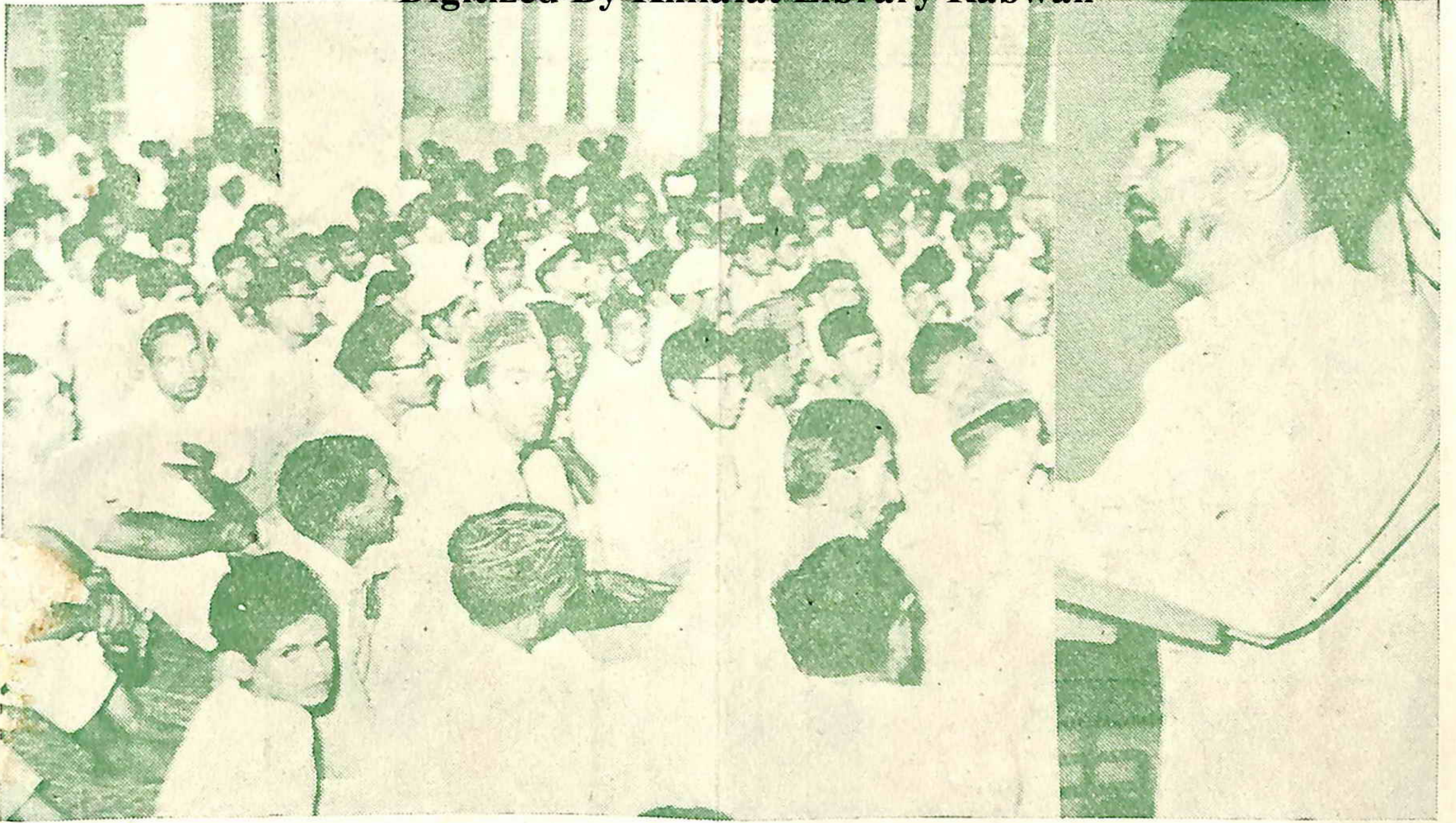
محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ لاہور میں خدام کے ایک اجتماع سے خطاب فرما رہے ہیں۔

ٹرپ

مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا شہر نے قریبی نہر پر ایک تفریحی ٹرپ کا اہتمام کیا۔
اس تصویر میں خدام نہر کے اندر نہانے سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۞ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

اِسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

—— اَلۡمُصۡلِحُ الۡمَوۡعُوۡدؓ ——

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

جلد ۱۵ | نبوت ۱۳۴۷ ہش | شمارہ ۱

نومبر ۱۹۶۸ء

مدیر

عطاء المجیب راشد

نائبین

امین اللہ خان سالک ؛ منصور احمد عمر

سالانہ چندہ چھ روپے۔ قیمت فی پرچہ ساٹھ پیسے

صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا تقرر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو ایک سال کے لئے (یکم نبوت ۱۳۴۷ ہش تا ۳۱ اخاء ۱۳۴۸ ہش) صدر مقرر فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے :-

ایک سال کے لیے

مکرم مرزا طاہر احمد صاحب کو صدر مجلس

خدام الاحمدیہ مقرر کرتا ہوں

آئندہ سال پھر انتخاب ہوگا

مرزا ناصر احمد

31/10/68

"ایک سال کے لیے ..... مکرم مرزا طاہر احمد صاحب کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مقرر کیا جاتا ہے آئندہ سال پھر انتخاب ہوگا"

حضور کا ارشاد جملہ مجالس کی اطلاع اور ریکارڈ کی غرض سے شائع کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

(محمد شفیق قیصر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ترتیب

سرورق

اس ماہ رسالہ خالد کا سرورق نئے بلاک پر طبع ہو رہا ہے۔ یہ بلاک مجلس خدام الاحمدیہ سیالکوٹ کے ایک خادم مکرم محمود الرحمٰن صاحب نحوؔ کی محنت کا نتیجہ ہے۔ آپ نے بڑی محنت اور شوق سے یہ ڈیزائن تیار کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(ادارہ)

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مندرجہ ذیل برادران کو سال ۴۸-۱۳۴۷ ہش کیلئے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا عہدیدار مقرر کیا گیا ہے جملہ مجالس مطلع رہیں:۔

مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر　　نائب صدر اوّل
〃 قریشی نور الحق صاحب تنویر ۔ نائب صدر دوم و مہتمم اصلاح و ارشاد
〃 رفیق احمد صاحب ثاقب ۔　　معتمد
〃 چوہدری حمید اللہ صاحب ۔　　مہتمم تربیت و تجارت
〃 سمیع اللہ صاحب سیال　　〃 مال
〃 مبارک احمد صاحب انصاری　　〃 تجنید و صنعت و تجارت
〃 صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب　　〃 عمومی
〃 عبد الرزاق صاحب　　〃 صحت جسمانی
〃 محمد اسلم صاحب صابر　　〃 تعلیم
〃 عطاء المجیب صاحب راشد　　〃 اطفال
〃 عبد الرشید صاحب غنی　　〃 وقار عمل
〃 منور شمیم صاحب خالد　　〃 تحریک جدید
〃 عبد الشکور صاحب اسلم　　〃 مجالس بیرون
〃 منیر احمد صاحب عارف　　〃 مقامی
〃 مرزا ادریس احمد صاحب　　〃 خدمت خلق
〃 امین اللہ خان صاحب سالک　　〃 اشاعت

مرزا طاہر احمد
صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

اداریہ

اجتماع کے بعد!

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع اپنی شاندار روایات کے ساتھ مرکز سلسلہ میں منعقد ہوا اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگیا۔ اس اجتماع میں شامل ہونیوالے خوش قسمت خدام تین روز تک اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے قدموں میں رہ کر اور ان گنت علمی، دینی اور تربیتی فوائد حاصل کرنے کے بعد اپنے اپنے مقامات کو واپس جاچکے ہیں۔ اب ہر خادم کے دل میں ان تین نہایت قیمتی اور یادگار دنوں کی ایک حسین یاد رہ گئی ہے!

ہمارا سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ اور مجالس کے عہدیداران کیلئے یاددہانی اور تلقین عمل کی حیثیت رکھتا ہے ان اجتماعات کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ خدام کو انکی بلند پایہ ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جائے اور آئندہ کیلئے کام کرنیکے بارہ میں ہدایات دی جائیں الحمد للہ کہ اجتماع کا یہ مقصد اس پہلو کے لحاظ سے بطریق احسن پورا ہوا لیکن اسکے دوسرے پہلو کی تکمیل خدام کی مسلسل توجہ محنت اور عزم کی منتظر ہے!

آج جبکہ خدام اپنے مرکزی اجتماع سے فارغ ہو کر اپنی مجالس میں واپس جاچکے ہیں ان خدام کا فرض ہے کہ

- ان قیمتی نصائح کو بار بار یاد کرتے رہیں جو اس اجتماع کے دوران انکے کانوں نے سنیں اور ان پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کیلئے نمونہ پیش کریں۔
- ان نصائح کو اپنے تک محدود نہ رکھیں بلکہ دیگر خدام بھائیوں تک بھی پہنچائیں تا وہ بھی انکے توسط سے اجتماع کی برکات سے فائدہ حاصل کرسکیں
- ہمارا اجتماع ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جو اگلی منزل کی نشاندہی کرتا ہے پس اس دعوت عمل کی آواز کو سمجھیں اور اس عزم اور ولولہ کو تازہ رکھتے ہوئے جو اس اجتماع نے پیدا کیا ہے، اپنی تعمیری مساعی کی رفتار تیز تر کردیں۔

نیا سال!

یکم نومبر ۱۹۶۸ء سے مجلس خدام الاحمدیہ کا نیا سال شروع ہوچکا ہے صدر مجلس کے تقرر کے بعد نئی مجلس عاملہ مرکزیہ تشکیل پاچکی ہے اور امید ہے کہ مجالس میں نئے عہدیداران بہت جلد کام شروع کردینگے خدا کرے کہ یہ نیا سال مجلس کے لئے بحیثیت مجموعی اور تمام خدام کیلئے انفرادی طور پر بھی ترقی اور رفعت کا سال ثابت ہو۔ اور نیک مقاصد کی خاطر ہمارے قدم ہمیشہ ترقی کی جانب بلند تر ہوتے چلے جائیں۔ آمین۔

نیا سال نئی ذمہ داریاں لے کر آتا ہے زندہ اور بیدار قومیں ان تقاضوں کو سمجھتی اور انکو پورا کرتی ہیں اور یہی انکی ترقی کا راز ہے۔ خدا کے قائم کردہ سلسلوں کی ترقی تو ایک فیصلہ شدہ امر ہے اس سعادت مند اور خوش قسمت ہے وہ فرد جو ہر نئے دور میں ترقی پذیر تقاضوں کا پورا پورا ساتھ دے ہمارا نیا سال بھی ہم سے کچھ مطالبے کرتا ہے ہم سے عزم اور ولولہ طلب کرتا ہے ہم سے استقلال اور ہمت کا طالب ہے، ہمیں غیر متزلزل یقین اور ناقابل شکست جذبہ سے کام کرنے کی دعوت دیتا ہے!

پس اے خدام احمدیت! آؤ کہ ہم نئے سال کے تقاضوں کو سمجھیں اور اپنے پرجوش اور تعمیری عمل سے اس ندائے زمانہ کی زندہ تصویر بن جائیں تا خدا کے حضور سرخروئی حاصل کرسکیں کہ ہم نے اپنا فرض اپنی بساط کے مطابق پورا کردیا شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

نیا سفر ہے نئی منزلیں نئی راہیں ٭ نئے چراغ جلاؤ نئے سفر کیلئے!

معارف القرآن

اطاعت کا سبق

"اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ"

ترجمہ:۔ پس کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ ان کو کس طرح پر پیدا کیا گیا ہے۔

تفسیر:۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف میں جو یہ آیت آئی ہے۔ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ یہ آیت نبوت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔ اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں۔ اور پھر ان ناموں میں سے اِبِل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے اس میں کیا سِرّ ہے؟ کیوں اِلَی الْجَمَلِ بھی تو ہو سکتا تھا؟

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جمل ایک اونٹ کو کہتے ہیں اور اِبل اسم جمع ہے یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدنی اور اجتماعی حالت کا دکھانا مقصود تھا۔ اور جمل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا اس لئے اِبل کے لفظ کو پسند فرمایا۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں۔ اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرو کے ہوتا ہے۔ وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں۔ اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی۔ جو دوسرے جانوروں میں ہے جیسے گھوڑے وغیرہ میں گویا اونٹ کی سرشت میں اتباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جبکہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں۔ اس طرح یہ ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے

جب تک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔ پھر اونٹ زیادہ بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے۔ اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے۔

پھر اونٹ کا خاصہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے۔ غافل نہیں ہوتا پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے تیار اور محتاط رہنا چاہیئے۔ اور بہترین زادِ راہ تقوٰی ہے فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی۔

اُنْظُرْ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھنا بچوں کے دیکھنے کی طرح دیکھنا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے اتباع کا سبق ملتا ہے کہ جس طرح ہر اونٹ میں تمدنی اور اتحادی حالت کو دکھایا گیا ہے۔ اور ان میں اتباع امام کی قوت ہے۔ اسی طرح پر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتباع امام کو اپنا شعار بنا وے کیونکہ اونٹ جو اس کے خادم ہیں ان میں بھی یہ مادہ موجود ہے۔

کَیْفَ خُلِقَتْ میں ان فوائدِ جامع کی طرف اشارہ ہے جو اِبِل کی مجموعی حالت سے پہنچتے ہیں۔"

(الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۰ء)

ایک نکتہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے :-

"پنجابی میں کہاوت ہے کہ کہنا ایک جانور ہوتا ہے اس کی بدبو سخت ہوتی ہے اور کرنا خوشبودار درخت ہوتا ہے۔ سو ایسا ہی چاہیئے۔ کہ انسان کہنے کی نسبت کر کے بہت کچھ دکھلائے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۲۶)

معارف الحدیث

نماز میں قرأت کا مسئلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارا مذہب تو یہی ہے کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔ آدمی امام کے پیچھے ہو یا منفرد ہو۔ ہر حالت میں اس کو چاہیئے۔ کہ سورۃ فاتحہ پڑھے مگر امام کو نہ چاہیئے۔ کہ جلدی جلدی سورۃ فاتحہ پڑھے۔ بلکہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تا کہ مقتدی سن بھی لے اور اپنا پڑھ بھی لے۔ یا ہر آیت کے بعد امام اتنا ٹھہر جائے۔ کہ مقتدی بھی اس آیت کو پڑھ لے۔ بہرحال مقتدی کو یہ موقعہ دینا چاہیئے۔ کہ وہ سن بھی لے۔ اور اپنا پڑھ بھی لے۔ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ امّ الکتاب ہے۔ لیکن جو شخص باوجود اپنی کوشش کے جو وہ نماز میں ملنے کے لئے کرتا ہے آخر رکوع میں ہی آکر ملا ہے۔ اور اسے پہلے نہیں مل سکا۔ تو اس کی رکعت ہو گئی۔ اگرچہ اس نے سورۃ فاتحہ اس میں نہیں پڑھی۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جس نے رکوع کو پا لیا۔ اس کی رکعت ہو گئی۔ مسائل دو طبقات کے ہوتے ہیں۔ ایک جگہ تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی رکعت ہو گئی وہ سورۃ فاتحہ کا منکر نہیں ہے بلکہ دیر میں پہنچنے کے سبب رخصت پر عمل کرتا ہے۔ میرا دل خدا نے ایسا بنایا ہے کہ ناجائز کام میں مجھے قبض ہو جاتی ہے اور میرا جی نہیں چاہتا کہ میں اسے کروں اور یہ صاف ہے کہ جب نماز میں ایک آدمی نے تین حصوں کو پورا پا لیا۔ اور ایک حصہ میں بہ سبب کسی مجبوری کے دیر میں مل سکا ہے تو کیا حرج ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ رخصت پر عمل کرے۔ ہاں جو شخص عمداً سستی کرتا ہے اور جماعت میں شامل ہونے میں دیر کرتا ہے تو اس کی نماز ہی فاسد ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۱۴-۲۱۵)

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا

پُر معارف خطاب

یکم نومبر ۱۹۶۸ء کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی درخواست کو شرفِ قبولیت عطا کرتے ہوئے احمدیہ ہال میں خدام الاحمدیہ سے ایک پر معارف خطاب فرمایا جو قریباً ۱/۲ ۱ گھنٹہ جاری رہا۔ اس خطاب کے اہم امور خلاصہ کے طور پر اپنے الفاظ میں قارئینِ خالد کی خدمت میں پیش ہیں۔

(عبدالرشید سماٹڑی نامہ نگار خصوصی "خالد" مقیم کراچی)

تعوذ و تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ جو عہد بھی انسان کرے اس کو پورا کرے۔ خصوصاً وہ عہد جو اس نے اپنے رب سے باندھا ہو۔ پوری کوشش اور پوری توجہ سے اور مجاہدہ کے ساتھ اسے پورا کرنے میں ہمہ تن مصروف رہے۔ کیونکہ جو عہد بھی انسان کرتا ہے خصوصاً اپنے رب سے اس کے متعلق وہ اپنے پیدا کرنے والے کے آگے جوابدہ ہوتا ہے۔ ایک خاص عہد الٰہی سلسلوں میں عہد بیعت ہے۔ بظاہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا ان لوگوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر جو آپ کے نام پر بیعت لیتے ہیں۔ وہ شخص ہاتھ دیتا ہے لیکن حقیقت میں ایسے وقت میں ایسے شخص کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور یہ بیعت اللہ تعالیٰ سے کی جاتی ہے اور اسی سے عہد بیعت باندھا جاتا ہے۔

حضور اقدس نے فرمایا۔ جو شخص اپنے عہد بیعت کو وفاداری کے ساتھ نباہتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسے اپنی دینی و دنیوی برکات سے نوازتا ہے۔ چنانچہ صحابہؓ کی زندگیاں اس پر شاہد ہیں اس زمانہ میں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد خلفاء سلسلہ کے ہاتھ پر یہ عہد باندھا کہ "ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے"۔ اس عہد کو ہمیں پورا کرنا چاہیئے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے، وبعھد اللہ اوفوا۔

اس زمانہ میں اس عہد بیعت کی وجہ سے جو اہم ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں۔ ان میں اہم کام غلبہ اسلام کے لئے ہر ممکن کوشش ہے۔ ہمارا تعلق صرف آسمانی حکومت کے ساتھ ہے اور اس حکومت کو ہم دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے ہمارا اصول یہ ہے کہ ہم حکومت کے قانون کی پوری پابندی کریں۔ اور کسی معمولی حکم کو بھی توڑنے والے نہ ہوں۔ غلبۂ اسلام کے لئے یہ اصول بہت

اہم اور شاندار ہے - اور اسی وجہ سے تمام دنیا میں احمدیت ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

دوسری اہم بات جو اس عہد بیعت سے تعلق رکھتی ہے - وہ قرآن کریم کے علوم سے واقفیت اور اس پر عمل کرنا ہے اصل زندگی وہی ہے جو قرآن کریم کی تابع اور اس کے عین مطابق ہو - اس لئے قرآن کریم سے عشق و محبت کا تعلق ہونا چاہیئے - اور ہماری سب زندگی اس کے مطابق بسر ہونی چاہیئے۔

تیسرا امر جو عہد بیعت کی وجہ سے ہم پر عائد ہوتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ ہے - کیونکہ درحقیقت یہ کتب بھی قرآن کریم کے علوم کی تفسیر کے طور پر ہیں - اس میں بہت عمدہ معارف بیان کئے گئے ہیں - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو قدرت ثانیہ کی بشارت دی جس سے مراد خلافت حقہ ہے اور اس خلافت کی حفاظت کے جو ہم اقرار کرتے ہیں - اس سے مراد یہ ہے کہ ہم اپنی عملی حالت میں تبدیل کریں گے اور اعمال صالحہ کو اختیار کرنے والے ہوں گے اسی طرح دوسرا امر یہ ہے کہ جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں - ان کو ہم پوری تندہی کے ساتھ نباہنے والے ہوں کیونکہ جماعت کی ترقی خلافت کے ساتھ وابستہ ہے - چنانچہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہمارے سامنے موجود ہے - کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے والوں کو تدریجی ترقی عطا فرمائی ..... ہمیں خلافت کی برکات حکمت عمل کے ساتھ پیش کرنی چاہئیں۔

بعض وساوس، شبہات اور غلط نظریات کا ازالہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ :- اس میں شک نہیں کہ خلیفہ وقت عاجزی اور انکساری کے مقام پر ہوتا ہے اور عُجب اور خود پسندی سے دور ہوتا ہے - لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ کا فضل اس کے شامل حال ہوتا ہے - اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے نمونے اس کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں کے غلط نظریات کو بھی دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حضور نے خدام کو نصیحت فرمائی کہ جب آپ نظام خلافت کی حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں تو اس کا ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ خلافت کے بارہ میں پیدا کی جانے والی ہر غلط فہمی کا ازالہ کریں - اور نظام خلافت سے پوری وابستگی اختیار کریں - اور اگر ایسی کوئی صورت پیدا ہو تو اسے فرو کرنے کی کوشش کریں :

بقیہ سراج منیر

آنے سے پیدائش انسانی کی غرض بااحسن طریق پوری ہو گئی -

غرضیکہ ہمارا پیارا آقا (فداہ ابی وامی) ایک نور تھا جو دنیا میں آیا اور سب نوروں پر غالب آگیا، اور آپ کے نور کی شعاعیں کروڑوں دلوں کو منور کر رہی ہیں - بجز ان لوگوں کے جنہوں نے خود کوئی پردہ حائل کر لیا ہے اور جو دل کے اندھے ہیں -

آفتاب ہر زمین و ہر زماں ؎ رہبر ہر اسود و ہر احمرے

یارب صل علیٰ نبیک دائما ؎ فی ھذہ الدنیا و بعث ثان

۱- نماز کے لئے ہمیشہ صفیں سیدھی رکھیں۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بارہ میں سخت تاکید اور پابندی فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا اگر صفیں ٹیڑھی ہوں تو مومنوں کے دل ٹیڑھے ہونے کا خطرہ ہے۔ اس امر کی خاص طور پر پابندی کی جائے۔ افسوس کہ آجکل اس نہایت اہم امر کی طرف بہت کم توجہ رہ گئی ہے۔ اور بعض اوقات تو صفیں پہاڑی راستوں کی طرح بن جاتی ہیں؛

۲- صف کے درمیان میں خالی جگہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اس کو پُر کرنا ضروری ہے۔ ایک نمازی کو دوسرے نمازی کے ساتھ مل کر کھڑا ہونا چاہیئے؛

۳- نماز سے قبل خاموشی سے ذکر الٰہی کرنا چاہیئے۔ نماز کے انتظار کا وقت بھی نماز ہی کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ اس قیمتی وقت کو ضائع کرنا بہت ہی معیوب اور ناپسندیدہ ہے؛

۴- نماز آہستگی اور وقار سے ادا کرنی چاہیئے۔ ایسی کیفیت ہونی چاہیئے کہ گویا نماز پڑھنے والا خدا کو دیکھ رہا ہے۔ یا کم از کم یہ یقین ضرور ہو کہ خدا نماز پڑھنے والے کو دیکھ رہا ہے اس احساس کے ساتھ نماز پورے وقار سے ادا کرنی چاہیئے۔

۵- نماز کے دوران بولنا۔ اِدھر اُدھر دیکھنا۔ یا غیر ضروری حرکات کرنا منع ہے۔ نمازی کی نظر کھڑے ہونے کے وقت سجدہ کی جگہ پر اور رکوع کی حالت میں پاؤں کے پنجوں کے درمیان ہونی چاہیئے۔ سجدہ کی حالت میں نمازی کو اپنی کہنیاں زمین پر لگا کر پھیلانی نہیں چاہئیں۔ اس طرز کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سخت ناپسند فرمایا ہے۔ نہ ہی کہنیاں جسم کے ساتھ ملی ہوئی ہوں بلکہ جسم سے کسی قدر علیحدہ ہوں؛

۶- سجدہ کی حالت میں نمازی کا ماتھا اور ناک برابر جائے نماز پر لگنے چاہئیں اور دونوں پاؤں زمین کے ساتھ لگنے چاہئیں۔ پاؤں کو اٹھا کر اونچا کر لینا منع ہے۔

۷- قعدہ میں بیٹھتے وقت پنجوں پر نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ دائیں پاؤں کو کھڑی صورت میں اور بائیں پاؤں کو بچھا کر بیٹھنا چاہیئے؛

۸- نماز اطاعت کا سبق سکھاتی ہے۔ نمازی کا فرض ہے۔ کہ تمام حرکات امام کی کامل اطاعت کرے۔ امام کی حرکت سے پہلے کوئی حرکت نہ کرے۔ اس بارہ میں سخت وعید آئی ہے اگر امام بھول جائے تو سبحان اللہ کہکر توجہ دلائی جاسکتی ہے۔ اطاعت بہر صورت لازم ہے؛

۹- مسئلہ یہ ہے کہ امام کے ساتھ سورۃ فاتحہ کی قرأت مقتدی بھی دُہراتا ہے لیکن قرآنِ مجید کے باقی حصّہ کو جو امام پڑھتا ہے دہرانا درست نہیں۔ اس حصّہ کو خاموشی سے سُننا اور مطالب پر غور کرنا چاہیئے۔

۱۰- جب نماز شروع ہو جائے۔ تو فوراً نیّت باندھ کر نماز شروع کر دی جائے۔ امام کے رکوع میں جانے کا انتظار نہ کیا جائے۔ جو شخص عمداً نماز میں شامل نہ ہو اور رکوع میں جانے کا انتظار کرتا رہے اور پھر شامل ہو اس کی وہ رکعت نہیں ہوتی۔

۱۱- تکبیر تحریمہ (یعنی وہ تکبیر یا اللہ اکبر جس سے امام نماز شروع کرتا ہے) کے بعد بولنا قطعاً منع ہے۔

۱۲- فرض نماز ختم ہونے کے بعد فوراً اُٹھ جانے کی بجائے تسبیحات پڑھنی چاہئیں۔ جن کی ایک صورت یہ ہے کہ ۳۳ بار سُبحان اللہ، ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھا جائے۔

(شعبۂ تربیت خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

ارشادِ گرامی

اطفال الاحمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا ہے:-

"اس تحریک (وقفِ جدید) میں جتنے روپے کی ضرورت تھی اس میں تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں جو کمی رہ گئی ہے اس کا بار تم اٹھالو اور پچاس ہزار روپیہ اس تحریک کیلئے جمع کرو"

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ ۲۷ اخاء ۱۳۴۶ ہش مطبوعہ الفضل مورخہ ۱۲ ۱/۲۷)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مندرجہ بالا ارشاد اصولی ہدایت پر مبنی ہے۔ اور چندہ وقفِ جدید کی پوزیشن امسال بھی قریباً وہی ہے جو گزشتہ سال تھی۔ اس لئے حضور کا یہ ارشاد ہمارے لئے راہنمائی کا باعث ہونا چاہیئے۔ امید ہے کہ قائدین و زعماء مجالس خدام الاحمدیہ بالخصوص عہدیداران اطفال اس طرف فوری توجہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(ناظم مال وقفِ جدید)

اسلام اور اشتراکیت

معاشی بنیادوں کا مختصر اصولی جائزہ

(محترم میر محمود احمد صاحب ناصر۔ پروفیسر جامعہ احمدیہ۔ ربوہ)

اقتصادی یا اگر زیادہ صحیح اصطلاح استعمال کی جائے تو معاشی مسائل ایک فرد کے بھی ہو سکتے ہیں ایک ایک خاندان ایک ملک اور ایک قوم کے بھی اور بین الاقوامی بھی۔ اور مختلف اوقات اور زمانوں میں ان کی نوعیت مختلف ہو سکتی ہے۔ اور ان مختلف مسائل کے حل کے لئے اسلام کی ہدایات بھی کئی طرح کی ہو سکتی ہیں۔ خاکسار نے اس وقت جو مسئلہ مد نظر رکھا ہے وہ موجودہ دور کا بین الاقوامی مسئلہ ہے۔

ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی نے قسطنطنیہ کے مسلمان فاتحین کو جنت کی بشارت دی تھی۔ سنہ ۱۴۵۳ء میں حضرت سلطان محمد کو اس بشارت کا مصداق بننے کی خوش نصیبی حاصل ہوئی۔ اور قسطنطنیہ مسلمانوں کے ہاتھ میں آیا۔ بازنطینی سلطنت کے اس پرانے دارالسلطنت میں یونانی زبان و علوم کے بہت سے علماء شاہی دربار کی وجہ سے رہتے تھے جو فتح کے بعد وہاں سے بھاگے اور تلاش معاش کے لئے سارے یورپ میں پھیل گئے اور یونانی زبان و علوم کی تعلیم کے ذریعہ اپنا پیٹ بھرنے لگے جس کے نتیجہ میں براعظم یورپ میں احیاء علوم کی ایک زبردست لہر اٹھی۔

سنہ ۱۴۹۲ء میں کولمبس نے نئی دنیا کا از سر نو انکشاف کیا اور سنہ ۱۴۹۸ء میں واسکوڈے گاما نے براعظم افریقہ کے جنوب سے یورپ اور ہندوستان کے درمیان سمندری راستہ معلوم کیا۔ اور اس قسم کے دوسرے انکشافات و ایجادات یورپ میں ایک زبردست تغیر کا باعث بنے اضطراب اور تبدیلی کی ایک بہت بڑی لہر وہاں پیدا ہوئی۔ اٹھارھویں صدی کے آخر میں انقلاب فرانس نے قدیم یورپ کے در و دیوار کو ہلا دیا۔ اور انیسویں صدی کی ابتداء میں بھاپ کی ایجاد کے نتیجہ میں پہلے برطانیہ اور پھر یورپ میں ایک غیر معمولی صنعتی انقلاب پیدا ہوا۔ ایشیا افریقہ اور امریکہ کی نوآبادیاں یورپ کی صنعت کے لئے منڈیاں بن گئیں۔ اور منڈی کے ان نئے تقاضوں کو یورپ کا پرانا صنعتی نظام پورا نہ کر سکا۔ اور صنعت کا ایک نیا نظام ظہور میں آیا۔ ملکیت کا قدیم نظام بدل گیا اور اس نئے نظام میں صنعت

تجارت اور زر کی ملکیت سرمایہ داروں کے ہاتھ میں آگئی
سرمایہ دارانہ نظام کے قیام سے اس زمانہ کا وہ زبردست
معاشی مسئلہ پیدا ہوا۔ جس کو قرآن مجید نے "دولۃ
بین الاغنیاء منکم" کے الفاظ سے ذکر کیا ہے
سرمایہ دارانہ نظام پر اگر نہایت مضبوط اور موثر بندشیں
نہ لگائی جائیں۔ تو معاشی قوانین کے ماتحت اس کا لازمی
نتیجہ دولت اور ذرائع پیداوار دولت کے اجتماع
واکتناز کی صورت میں نکلتا ہے۔ سرمایہ داری اگرچہ
بظاہر ایسے آزاد تجارتی وصنعتی مقابلہ پر مبنی ہے جس
میں نظریاتی طور پر ہر ایک شامل ہو سکتا ہے مگر عملی
اس نظام کا نتیجہ بڑے سرمایہ داروں کے سرمایہ میں
مسلسل اضافہ اور چھوٹے سرمایہ داروں کے سرمایہ سے
محرومی کی شکل میں نکلتا ہے۔

الغرض سرمایہ داری کا قیام معاشرہ کے ایک
کنارہ پر ذرائع پیداوار کی ملکیت اور دولت کے ارتکاز
اور دوسرے کنارہ پر فقر۔ ذرائع پیداوار و دولت
کی ملکیت سے محرومی اور نتیجۃً مظلومی اور اخلاقی
انحطاط پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔

معاشرہ کی دولت کے اس تھوڑے ہاتھوں میں
سمٹ جانے اور معاشرہ کی اکثریت کے اس سے محروم
ہونے کے خطرہ کا سد باب کرنے کے لئے کئی طرح کی نظریاتی
اور عملی تحریکات ظہور پذیر ہوئیں۔ جو ناکام ہو کر گوشۂ
گمنامی میں پڑی ہیں۔ صرف ایک تحریک ایسی ہے جس نے
دنیا میں مقبولیت حاصل کی۔ اور جس کا تذکرہ اس مسئلہ
کے اسلامی حل کی وضاحت کے لئے ضروری ہے یعنی

مارکسی اشتراکیت کی تحریک۔

مارکسی اشتراکیت نے اس مسئلہ کا جو حل پیش
کرنے کی کوشش کی وہ ایک غلط فلسفۂ تاریخ اور اس
سے غلط طور پر مستنبط معاشی قوانین پر اور ایک نہایت
گہرے عملی تضاد پر مشتمل ہے۔ مارکس نے یہ نظریہ
پیش کیا کہ انسانی معاشرہ ارتقاء پذیر ہے اور انسانی
معاشرہ کی تشکیل اور ارتقاء کے اصلی اور حقیقی عوامل
معاشی عوامل ہیں ایک معاشرہ میں جو نظام ملکیت
قائم ہو وہ اس معاشرہ کے ذرائع پیداوار دولت
کے ساتھ مل کر جتنی پیداوار ان کی استعداد میں
ہوتی ہے۔ پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ نظام اپنے عروج
پر پہنچ جاتا ہے۔ اور ایسا مقام آجاتا ہے۔ کہ پیداوار
کی طاقتیں .... اس نظام ملکیت
کو برداشت نہیں کرتیں اور ایک کشمکش کا آغاز ہو
جاتا ہے۔ جو اس نظام ملکیت میں تبدیلی کی متقاضی
ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ نظام ملکیت میں تبدیلی اس
معاشرہ کے غالب اور مالک طبقہ کے مفاد کے منافی
اور محکوم ومغلوب طبقہ کے مفاد کے حق میں ہوتی ہے
اس لئے یہ کشمکش ان طبقات کی کشمکش کی صورت
اختیار کر لیتی ہے۔ معاشی قوانین کے تقاضا کے نتیجہ
میں غالب طبقہ کی شکست اور مغلوب طبقہ کی فتح ہوتی ہے
اور ایک نیا معاشرہ اور ایک نیا نظام ملکیت قائم ہوتا ہے
نئے طبقات ظہور میں آتے ہیں اور پھر اس نئے معاشرہ
میں اس قسم کی کشمکش ہوتی ہے۔ یہی سلسلہ دہرایا جاتا
ہے۔ جب تک طبقات کی تقسیم قائم ہے۔ یہ کشمکش

لازمی ہے البتہ ہر مرحلہ پر ارتقاء ہوتا ہے انسان کی تمام تاریخ اس کش مکش کا ظہور ہے اور تمام ارتقاء انہی معاشی عوامل کا نتیجہ ہے۔ حقیقی موثرات معاشی عوامل ہیں۔ کسی معاشرہ کا مذہب قانون حکومت سیاست تمدن اور فنون محض ایک بالائی عمارت ہیں جن کی تشکیل معاشی عوامل کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ اور معاشی عوامل کی تبدیلی سے ان چیزوں میں بنیادی تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اس سلسلہ ارتقاء میں دنیا مختلف ادوار سے گذر چکی ہے۔ اور آجکل کے ترقی یافتہ ممالک میں صنعتی سرمایہ داری کا دور ہے صنعتی سرمایہ داروں نے اپنے سے پہلے دور میں جاگیرداروں کو شکست دیکر خود غلبہ حاصل کیا تھا اور اب اس سرمایہ دارانہ دور میں اس کش مکش کا آغاز ہو چکا ہے جو ہر دور میں ہوتی ہے۔ اور پیداوار کی طاقتوں نے نظام ملکیت کے خلاف جو کش مکش جاری کی ہے وہ سرمایہ دار اور مزدور طبقہ کی کش مکش میں ڈھل چکی ہے اور اس کش مکش کا نتیجہ مزدور کی فتح کی صورت میں نکلنا معاشی عوامل کا لازمی تقاضا ہے۔

اشتراکیوں کے نظریہ کے مطابق اس سرمایہ دارانہ دور کو گذشتہ ادوار سے ایک امتیاز حاصل ہے گذشتہ ادوار میں طبقات بہت سے ہوتے تھے مگر سرمایہ داری کی ترقی لازماً تمام معاشرہ کو دو اور صرف دو طبقات میں بانٹ دیتی ہے یعنی سرمایہ دار اور مزدور اور جب ان دونوں کی کش مکش میں مزدور کو فتح ہوگی اور سرمایہ دار طبقہ کالعدم کر دیا جائے گا تو ذرائع پیداوار تمام معاشرہ کی ملکیت ہو جائیں گے۔ کوئی طبقاتی تفاوت باقی نہ رہے گا۔ لہذا وہ کش مکش جو گذشتہ ہر معاشرہ میں ہوتی چلی آئی تھی۔ اسی کی ضرورت اور گنجائش اشتراکی معاشرہ میں باقی نہ رہے گی۔ گویا اشتراکیوں کے نزدیک سرمایہ دارانہ دور میں تھوڑے ہاتھوں میں اجتماع و ارتکاز دولت کا جو خطرہ پیدا ہوا ہے اسی کا حل اشتراکی دور میں انفرادی اور طبقاتی ملکیت کے اختتام اور معاشرہ کے تمام افراد کی اجتماعی ملکیت کے قیام سے ہے۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اشتراکی جب اجتماعی ملکیت کا ذکر کرتے ہیں اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ تمام ذرائع پیداوار و دولت حکومت کی ملکیت ہوں لیکن اصل اشتراکی نظریہ کے لحاظ سے یہ بات پوری طرح درست نہیں۔ اصل اشتراکی نظریہ یہ ہے کہ حکومت طبقاتی کش مکش کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اور استحصال کا آلہ کار ہے۔ اور اس کے قیام کا مقصد یہ ہے۔ کہ غالب طبقہ مغلوب و مظلوم طبقات کے خلاف اپنے مفاد کا تحفظ کرے۔ مارکس و انجلز کی تعلیمات میں وضاحت سے بتایا گیا ہے۔ کہ حقیقی اشتراکی نظام اس وقت قائم ہوگا۔ جب حکومت ختم ہو جائیگی۔ لینن نے کہا:۔

we set our ultimate aim to abolish the state.

ہمارا انتہائی مقصد یہی ہے کہ حکومت و ریاست کو ختم کیا جائے۔ ہاں جب کسی ملک میں اشتراکی انقلاب ہو کر انقلاب کے مقاصد کی تکمیل کے لئے اور سرمایہ دارانہ

طبقہ کے بقیہ کو ختم کرنے کے لئے عارضی طور پہ مزدوروں کی آمریت قائم ہوگی جو محض ایک عبوری دور کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی عبوری دور میں حکومت انفرادی ملکیت کو ختم کرکے ذرائع پیداوار کو اجتماعی ملکیت کی شکل دے گی اس کے بعد خود حکومت ختم ہو جائے گی اور اسی کو بقول لینن قدیم آثار کے عجائب گھر میں کانسی کے کلہاڑے اور چرخے کے پہلو بہ پہلو رکھ دیا جائے گا۔

اشتراکیت کے مذکورہ بالا نظریات کی صحت اپنی بنیاد اور مقصود دونوں کے لحاظ سے نہایت مشکوک ہے۔ تاریخ کا مشاہدہ نہ اس بات کی تائید کرتا ہے۔ کہ انسانی معاشرہ ہر کشمکش اور انقلاب کے بعد ترقی کی طرف گیا ہے۔ اور نہ ہی یہ بات ثابت ہے کہ ہر انقلاب اور ہر ارتقاء معاشی عوامل کا نتیجہ ہے۔ مزید براں محض ماضی کے واقعات کے نتیجہ میں آئندہ کے لئے کوئی حتمی پیشگوئی کرنا کسی یقین پر مبنی نہیں۔ اشتراکیت نے اپنا جو مقصود بنایا ہے۔ اس کا حصول ناممکن ہے انسانی ذہن ایسے معاشرہ کے تصور سے قاصر ہے جس میں ذرائع پیداوار کی انفرادی ملکیت نہ ہو۔ معاشرہ کے سب افراد اجتماعی طور پر مالک ہوں مگر اس کے ساتھ ہی کوئی حکومت کوئی ریاست کوئی مرکزی طاقت موجود نہ ہو۔ مارکس اور انیگلز نے آئندہ کے متعلق یہ ایک رنگین خواب دیکھا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں سوویٹ یونین میں اشتراکی انقلاب پر نصف صدی کا عرصہ گذر چکا ہے سرمایہ داروں کو ختم کیا جا چکا ہے عبوری دور کے نام سے جو حکومت قائم ہوئی تھی۔ اس کی طاقت اور اختیار میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس بات کے کوئی آثار نہیں کہ سوویت یونین میں حکومت ختم ہو جائے اور اجتماعی ملکیت قائم رہے۔

عملاً اشتراکی تحریک کا خلاصہ وہی رہ جاتا ہے جس کو وہ اپنے نظریہ کے مطابق عبوری اور عارضی دور قرار دیتے ہیں یعنی حکومت ذرائع پیداوار پر قبضہ کرکے تمام افراد کو انفرادی ملکیت سے محروم کر دے ارتکاز دولت کے سدباب کے لئے یہ طریق بنیادی مضرات کا حامل ہے۔ فرد اگرچہ معاشرہ کا جزو ہے اور ہر مذہبی اخلاقی و سماجی ضابطہ کی رو سے فرد معاشرہ کی خاطر اپنی آزادی کی حدود کو محدود کرنے کا پابند ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ فرد فرد ہی ہے اور معاشرہ کے لئے اس کی انفرادی آزادی کا جہاں تک ممکن ہو سکے احترام کرنا ضروری ہے۔ اشتراکی عمل میں فرد کو ذرائع پیداوار کی ملکیت سے کلیۃً محروم کرکے انسانی جدوجہد کے ایک بنیادی محرک کو نقصان پہنچایا گیا ہے اور فردی آزادی کی حدود کو نہایت تنگ کر دیا گیا ہے اور اس کے نتیجہ میں اشتراکی ممالک میں افراد کے لئے صحیح عدالتی انصاف سے محرومی کی صورت بھی پیدا ہوتی جا رہی ہے جیسا کہ خود اشتراکی رہنماؤں کے انکشافات سے ظاہر ہے۔

اسلام نے اس زمانہ کے اس عظیم معاشی مسئلہ کو سلجھانے کے لئے نہایت حکیمانہ تعلیم دی ہے نہ تو فرد کو انفرادی ملکیت سے کلیۃً محروم کرکے اس کے فطری تقاضوں کو کچلا ہے اور اس کے ایک بنیادی حق سے

اس کو محروم کیا ہے نہ ہی اس بات کی اجازت دی ہے کہ انفرادی ملکیت ارتکازِ دولت اور ذرائع پیداوار دولت کے چند ہاتھوں میں سمٹنے کا ذریعہ بنے اس کے لئے اسلام نے جو ڈھانچہ پیش کیا ہے اس کا کچھ حصہ وعظ اور اخلاقی اقدار کے قیام پر مشتمل ہے اور کچھ قانونی اقدامات پر۔ خاکسار اختصار کے ساتھ صرف تین مختلف نوعیت کے قانونی اقدامات کا ذکر کرتا ہے جن کے ذریعہ اسلام نے ارتکاز دولت کے خلاف مؤثر بندش لگائی ہے۔ لبظاہر یہ تینوں اقدامات بڑے سادہ اور معروف ہیں مگر عملی لحاظ سے معاشرہ کی دولت معاشرہ میں منتشر کرنے میں نہایت مفید ہیں۔ ان میں سے پہلا حکم ورثہ کی تقسیم کا ہے۔ ورثہ کی تقسیم کے احکامات جو ذرا تفصیل سے قرآن مجید میں بیان ہیں ملکیت کے پھیلاؤ کا اور خصوصًا غیر منقولہ جائیداد کی تقسیم کا ایک احسن ذریعہ ہیں۔ اگر ان احکامات پر مسلمان زمیندار خاندانوں میں عمل ہو رہا ہوتا۔ اور خصوصًا عورتوں کو ورثہ کے حقوق دیئے جا رہے ہوتے۔ تو پاکستان میں ۱۹۵۸ء کے انقلاب کے بعد زرعی اصلاحات کے ذریعہ جن اراضی کی ملکیت تبدیل کرنے کی ضرورت پڑی اس کا موقعہ پیدا ہی نہ ہوتا۔

سرمایہ داری کے مضر اثرات دور کرنے اور دولت کے چند ہاتھوں میں سمٹنے سے روکنے کے لئے اسلام کا ایک بہت اہم حکم ربوا کی ممانعت ہے اہل بصیرت جانتے ہیں کہ اس زمانہ کی سرمایہ داری جس کا نتیجہ استعماریت سامراجیت اور امپیریلزم کی صورت میں نکلا سود کی مرہون منت ہے بہت سے مسلمان آجکل یورپ کے سطحی [illegible] سے متاثر ہو کر سود کو مفید چیز خیال کرنے لگے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ افریقہ میں برطانوی استعمار یا امریکہ کے ویٹ نام میں مظالم۔ جنگ عالمگیر اول اسرائیل کا غاصبانہ قیام۔ یہ سب سودی سامراجیت کا نتیجہ ہیں۔ اس مجنونانہ ہوس ملک گیری کو دیکھ کر قرآن شریف کی یہ آیت یاد آتی ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا
لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ
الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ
مِنَ الْمَسِّ۔

تیسرا حکم زکوٰۃ کا ہے جس کا مقصد ہی ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا کہ تؤخذ من اغنیائھم وترد الیٰ فقرائھم یعنی زکوٰۃ کا مقصد یہ ہے کہ دولت کی سرکولیشن اغنیاء کے دائرہ میں محدود نہ ہو جائے اسلئے اغنیاء سے لے کر فقراء کو دی جائے زکوٰۃ کا حکم بھی ثروت کے معاشرہ کے ایک بلند طبقہ میں محدود ہو جانیکے خلاف زبردست بندش ہے اس میں صرف ہدایت نہیں کہ زر کے مالک سے دولت لے لی جائے۔ اور عام ٹیکس کی طرح استعمال ہو جائے بلکہ یہ بھی ہدایت ہے کہ معاشرہ کے اس طبقہ کو دیدی جائے۔ جو زر کا مالک نہیں لہذا دونوں پہلوؤں سے یہ حکم معاشرہ میں دولت کی ملکیت کو پھیلانے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ الغرض اسلام نے ایک طرف نجی ملکیت کی محدود اجازت دے کر اس پر ایسی پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ جو اس کے حقیقی مضرات کو دور کر دیتی ہیں۔

مکرم عبدالستار خانصاحب
ربوہ

"سراجِ مُنیر"

حضرت نبی پاک صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بعثت سے قبل تمام دنیا انتہائی تاریکی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر چکی تھی۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے مطابق کفر و ضلالت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر خشکی و تری کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا بنی نوع انسان خالقِ حقیقی کو بھول کر "اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ" کے آگے سجدہ ریز تھے۔ اور مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنی عبادتِ الٰہی جو پیدائش انسانی کی اصل غرض تھی دل اس سے ناآشنا تھے۔

ان حالات میں رحمتِ خداوندی نے جوش مارا اور دنیا کو گمراہی سے نکال کر صراطِ مستقیم پر لانے کے لئے قلبِ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر جلوہ گر ہوئی۔ اور آپؐ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ
مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا
اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔

(احزاب ع۶)

یعنی اے رسولؐ! ہم نے تجھے گواہی دینے والا، اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ تعالےٰ کی طرف بلانے والا اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے یعنی ایسا سورج جو تمام دنیا کو روشن کرنے والا ہے۔

چنانچہ آپؐ نے آکر اپنے ایک ہی جلوے سے بے شمار مردہ انسانوں کو آبِ حیات کا جام پلا کر ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا ہی پیارے الفاظ میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اس بلند شان کا اظہار فرماتے ہیں ؎

اَحْيَيْتَ اَمْوَاتَ الْقُرُوْنِ بِجَلْوَةٍ
مَاذَا يُمَاثِلُكَ بِهٰذَا الشَّانِ

یعنی اے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم آپؐ نے صدیوں کے مُردوں کو ایک ہی جلوے سے زندہ کر دیا۔ اے آقا! اس شان میں آپؐ کا کون مثیل ہو سکتا ہے۔

چونکہ آپؐ عالمِ روحانیت کے آفتاب تھے۔ اس لئے گذشتہ تمام اولیاء و انبیاء کو جو نور ملا وہ بھی آپ کے نور ہی کا حصہ تھا۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا۔

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ"

یعنی سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو پیدا کیا لیکن وہ نور جو آپؐ کو دیا گیا وہ نور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں

اور دریاؤں میں نہیں تھا وہ لعل اور
یاقوت اور زمرد اور الماس اور
موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی
چیز ارضی وسماوی میں نہیں تھا صرف
انسان میں تھا یعنی انسان کامل جس
کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد
ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء
وسید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلے اللہ
علیہ وسلم ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام)

بے شک تمام انبیاء پر خدائی نور کی تجلی ہوئی اور انہوں
نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے بھی حصہ
پایا لیکن خدائے ذوالعرش کے نور کی کامل تجلی انسان
کامل یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے
قلب مطہر پر جلوہ گر ہوئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کا نام قرآن پاک میں نور رکھا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔

یعنی اے بنی نوع انسان جو ضلالت وگمراہی میں
مبتلا ہو تمہیں خوشخبری ہو کہ (خدا کا نور (حضرت
محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شکل میں) تمہارے
پاس آچکا ہے۔ اور (خدائی قانون کی روشن کتاب
(قرآن شریف) کی شکل میں آچکی ہے۔

اب ان لوگوں کے لئے جو خدائی نور حاصل کرنا
چاہتے ہیں۔ اور جو خدائی نور سے منور ہونے کی خواہش
اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ ان کے لئے آسانی پیدا
ہوگئی ہے کہ وہ خدا کے نور کو حاصل کر سکیں۔ کیونکہ
خدا کا نور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود
مبارک میں ظاہر ہو چکا ہے۔ لیکن آپ کے نور سے
حصہ لینے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے نور کی کامل
اتباع کی جاوے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جسے ہم نے
سراج منیر بنا کر بھیجا ہے۔ تمام دنیا میں ببانگ بلند
یہ اعلان کر دے کہ اب خدا کی محبت حاصل کرنے
کے لئے اور خدائی نور سے منور ہونے کے لئے ایک
ہی ذریعہ باقی ہے وہ یہ کہ میری پیروی کرو اور میرے
نور کے پیچھے چل پڑو۔ تو تم بھی اللہ تعالیٰ کے نور
سے منور ہو کر آسمان روحانیت کے ستارے
بن جاؤ گے۔

چنانچہ اس آفتاب ہدایت کے نور سے دیکھتے
ہی دیکھتے لاکھوں مردے ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ
ہوگئے۔ آنکھوں کے اندھوں کو بینائی حاصل ہوگئی
اور گونگوں کی زبانوں پر الٰہی معارف جاری ہوگئے۔
اس نور کی اتباع کرنے سے وحشی انسان باخدا انسان
اور باخدا انسانوں سے خدانما انسان بن گئے۔

اس آفتاب ھدایت اور آسمان روحانیت
کے سراج منیر کے نور سے تمام انبیاء منور ہوگئے۔ ان کی
تعلیمیں نورانی ہوگئیں۔ تمام دنیا بقعۂ نور بن گئی۔
الوہیت کا نور تمام عالم پر چھا گیا۔ غرض اس نور کے

(باقی صفحہ پر)

مکرم سعید احمد صاحب سعید
ملتان

قرآن اور کائنات کی پیدائش

جدید علوم خصوصاً سائنس کے بارے میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ یہ مذہب سے بالکل مختلف اور کسی حد تک اس کی بنیادوں سے ٹکراتی ہے۔ حالانکہ یہ بات قطعاً درست نہیں ہے خالد کے ایک گذشتہ شمارہ میں اس ضمن میں ایک مضمون پڑھکر اس موضوع پر قلم اٹھانے کی تحریک ہوئی۔ اس سلسلہ میں چند امور درج کرتا ہوں۔

۱- قرآن کریم کی رُو سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ کائنات تدریجی مراحل سے گذر کر وجود میں آئی ہے

سورۃ یونس آیت نمبر ۴ میں ہے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ
اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ
يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ط

معنی: تمہارا رب یقیناً اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر قرار فرما ہوا وہ ہر امر کا انتظام کرتا ہے۔

سورۃ انبیاء آیت ۳۱-۳۲-۳۳-۳۴ میں ہے۔

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا
فَفَتَقْنٰهُمَا ط وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ
كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ط اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ o
وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ
اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا
فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ
يَهْتَدُوْنَ o وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ
سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَّهُمْ
عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ o وَ
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَ
النَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط
كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ o

جس کا ترجمہ یوں ہے کیا کفار نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں بند تھے۔ پس ہم نے ان کو کھول دیا اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا۔ پس کیا وہ ایمان نہیں لاتے۔ اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے۔ تا ایسا نہ ہو کہ وہ (زمین) ان (یعنی اہل زمین) سمیت شدید زلزلے میں مبتلا ہو جائے اور ہم نے زمین میں کھلے کھلے راستے بھی بنائے تاکہ یہ لوگ ان کے ذریعے مختلف مقامات تک پہنچیں اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت (یعنی حفاظت کا ذریعہ) بنایا ہے پھر بھی وہ اس کے نشانوں سے اعراض کرتے ہیں۔

"سورۃ البقرہ" میں آتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا
فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ق ثُمَّ
اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ
سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ط وَهُوَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

وہ (خدا) وہی (تو) ہے جس نے ان تمام چیزوں کو جو زمین میں ہیں۔ تمہارے (فائدہ کے) لئے پیدا کیا۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا۔ تو انہیں مکمل بنا دیا۔ یعنی ساتوں آسمانوں کو اور وہ ہر ایک بات کی حقیقت کو خوب جانتا ہے۔

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ
اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ
رِزْقًا لَّكُمْ ج فَلَا تَجْعَلُوْا
لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت کے طور پر بنایا ہے۔ اور بادلوں سے پانی اتارا ہے۔ پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے میووں کی قسم کا رزق تمہارے لئے نکالا ہے۔ پس تم سمجھتے بوجھتے ہوئے اللہ کے ہمسر نہ بناؤ۔

اب میں ان آیات کریمہ کی روشنی میں پیدائش عالم کا ایک خاکہ پیش کرتا ہوں۔

۱۔ قرآن کریم کی رو سے کائنات کا وجود چھ مختلف ادوار میں مکمل ہوا ہے قرآن کریم میں دور کے لئے لفظ یوم استعمال کیا گیا ہے۔ عربی لغت کی رو سے اس کا مطلب مطلق وقت لینا جائز ہے۔ اور ہم اسے Epochs یا دور کا نام دینے میں حق بجانب ہیں۔

مجاہد۔ احمد بن حنبل۔ ابن عباس کا بروایت ضحاک اور زید بن ارقم عقیدہ یہ ہے کہ ایک ایک دن سے مراد ہزار ہزار سال ہے۔ یہ بات انہوں نے سورۃ حج کی اس آیت نمبر ۴۸ سے اخذ کی ہے۔

وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ
كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○

اور (کوئی کوئی) دن خدا کے نزدیک تمہاری گنتی کے ہزار سالوں کے برابر ہوتا ہے۔

۲۔ ان ادوار میں کائنات کی پیدائش کی ترتیب سورۃ حٰم سجدہ میں بیان ہوئی ہے جس کا ترجمہ ہے کہ "کیا تم انکار کرتے ہو اس خدا کا جس نے زمین کو ۲ دن میں بنایا اور اس کے شریک قرار دیتے ہو۔ وہ رب العالمین ہے اور اس نے پہاڑ بنائے ہیں زمین کے اوپر اور برکتیں ڈالیں اس میں اور رزق رکھا۔ یہ سب کچھ اس نے چار دن میں کیا۔ اور یہ جواب سب قسم کے سائلوں کے لئے برابر تسلی دینے والا ہے اور آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو کہ دخانی حالت میں تھا۔ اور اسے اور زمین کو کہا۔ کہ ہمارے حضور میں حاضر ہو جاؤ پسند ہو یا ناپسند۔ انہوں نے کہا ہم خوشی سے حاضر ہوتے ہیں۔ پس کامل طور پر بنایا ان کو دو دنوں میں سات آسمانوں کی صورت میں اور ہر آسمان

میں اس کے مفوضہ کام کی قابلیت رکھی اور سب سے ورے آسمان کو روشن ستاروں کے ساتھ مزین کیا۔

اس سے جو باتیں معلوم ہوتی ہیں وہ اس طرح ہیں۔

(ا) کرۂ ارض کی تخلیق دو بڑے ادوار میں منقسم ہے یہ دور اس حالت سے قبل کے ہیں کہ اسے انسانی رہائش کے قابل قرار دیا جا سکے۔

(ب) تخلیق کے بعد دو بڑے ادوار میں اسے انسانی رہائش کے قابل بنایا گیا ہے۔

(ج) آسمان [illegible] کا مجموعہ ہے اور اس کے سات نمایاں پرت ہیں۔ جن میں سے آخری میں ستارے وغیرہ واقع ہیں۔ کرۂ ہوائی کے چھ پرت سائنس نے بھی تسلیم کئے ہیں۔ اور ان سے اوپر کے خلا میں ستاروں کا وجود مانا جائے تو یہ سات پرت بن جاتے ہیں۔

۳- ایک اور بات جو اس آیت کی رو سے سامنے آتی ہے۔ کہ کیا کفار نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں بند تھے۔ پس ہم نے ان کو کھول دیا“

عربی زبان کے لحاظ سے اس آیت کا صحیح مفہوم یوں بنتا ہے کہ ہم نے ان کو پھاڑ کر علیحدہ علیحدہ کیا یا پھر ہم نے ایک میں سے دوسرے کی تخلیق کی۔ ایک بات بہرحال معلوم ہو جاتی ہے کہ تمام کائنات ایک ہی مفرد چیز سے بنی ہے۔ وہ مفرد چیز (الیکٹران) ہیں۔ کوئی رگیس، یا ادیپرنی ریسرچ کا یہ میدان خالی پڑا ہے اور کوئی حتمی نتیجہ حاصل نہیں ہو سکا۔ میری دعا ہے کہ ہم میں سے کوئی اس بات کو معلوم کرے۔

۴- آسمان ایک محفوظ چھت کی حیثیت رکھتا ہے اس کی کئی مثالیں ہیں۔ ایک کا ذکر کرتا ہوں کہ ستاروں سے آتی ہوئی لہروں کے تابکاری اثرات کو جذب کرتا ہے۔

۵- پہاڑ زلزلے کے نتیجے میں پیدا ہونے والی جنبش یا حرکت کو کم کرتے ہیں۔

۶- قرآن کی رو سے حیات کی اکائی کا نام ”ماء“ ہے جس کے لفظی معنی [illegible] کے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حیات کی اکائی ”ماء“ میں پرورش پاتی ہو۔ قرآن انسان اور دیگر جانوروں کی تدریجی طبعی تبدیلی کا قائل ہے لیکن انسان بحیثیت ذات شروع میں بھی انسان ہی تھا نہ کہ کچھ اور۔

الفاظ کا صحیح تلفّظ

۱۰

نمبر شمار	غلط	صحیح
۵۱	صَنْدَر	صَنْدَل
۵۲	مُحَاسَب	مُحَارِب
۵۳	پَرْوَرْدِگَار	پَرْوَرْدِگَار
۵۴	کُسُوف خُسُوف	کُسُوف خُسُوف
۵۵	رَطُوبَت	رُطُوبَت

نوٹ:- اس کالم کو جاری رکھنے اور مفید سے مفید تر بنانے کے لئے ادارہ خالد تا حال قارئین کرام کے تعاون کا منتظر ہے!!

مکرمہ اعجاز احمد صاحبہ ناصرات المحمود
لائلپور

خلیج فارس — "موتیوں کا گہوارہ"

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں کوئی چیز بے فائدہ تخلیق نہیں فرمائی۔ غور کرنے سے ہر اس چیز کے بے شمار فوائد گنے جا سکتے ہیں جو بظاہر ہمیں بے فائدہ معلوم ہوتی ہے خشکی اور تری پر صانع حقیقی نے ان گنت عجیب وغریب مخلوقات پیدا فرمائی ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ ط

سمندر کی گہرائیوں میں قدرت کی صناعی کے جو عجیب وغریب اور دلکش مظاہر پائے جاتے ہیں۔ موتی ان میں سے ایک ہے، موتی کی تخلیق صدف یا سیپ میں ہوتی ہے۔ صدف کا خول جس مادے کا ہوتا ہے۔ موتی بھی اسی مادے سے بنتے ہیں۔

خلیج فارس "موتیوں کا گہوارہ" ہے یہ خلیج ۸ سو میل لمبی اور زیادہ سے زیادہ ۲ سو میل چوڑی ہے۔ گرمیوں میں یہاں شدت کی گرمی پڑتی ہے۔ جولائی اور اگست کے مہینوں میں تو ساحل عمان کے نزدیک جہاز رانی تقریباً ناممکن ہو جاتی ہے۔ البتہ جب ہوا شمالی چلتی ہے۔ تو صورت حال کچھ سدھر جاتی ہے۔

زمانہ قدیم سے دنیا کے مختلف حصوں میں موتی نکالے جاتے رہے ہیں۔ ہر علاقے کے موتی آب وہوا اور سمندر کی خصوصیات کی بنا پر ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ خود ایک علاقے کے اندر بھی موتیوں کی کئی اقسام پائی جاتی ہیں۔

خلیج فارس میں شرجہ اور راس المشعب تک ۳۰۰ میل لمبے علاقے میں موتیوں کے بڑے بڑے ذخیرے اس علاقے کے وسط اور بحرین کے ارد گرد پائے جاتے ہیں یہاں پانی کی گہرائی ۴۸ فٹ سے ۹۲ فٹ ہے۔ جزیرہ حلول کے قریبی سمندر سے اعلیٰ قسم کے موتی ہاتھ آتے ہیں۔ مناہہ کویت شرجہ اور دوبئی موتیوں کی بڑی بڑی منڈیاں ہیں۔

موتی نکالنے کا موسم مئی میں شروع ہوتا ہے اور وسط ستمبر تک رہتا ہے۔ اس موسم کو الغوص الکبیر کہتے ہیں۔ اس موسم میں موتیوں کے بڑے بڑے تاجر قسمت آزمائی کرتے ہیں۔ دوسرا موسم وسط ستمبر

سے اکتوبر کے تیسرے ہفتے تک رہتا ہے جسے عرب
الردّہ کہتے ہیں۔

سمندر کی گہرائیوں میں جانا بہت خطرناک ہے
اور پھر سخت گرمی میں اور زیادہ مشکل۔ لیکن اس کے
باوجود الغوص الکبیر کے موسم میں موتی نکالنے کی
مہم میں ساٹھ ہزار مہم جُو شریک ہوتے ہیں۔ قسمت آزمائی
کا جذبہ انہیں دن بھر تگ و دو میں مصروف رکھتا ہے۔

غوطہ خوری کا منظر بھی عجیب ہوتا ہے غوطہ خور
لنگوٹی باندھ کر عرشے پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ٹوکری
تھیلے یا جالی کو اپنے گلے سے بندھے ہوئے تسمے کے
ساتھ لٹکا لیتے ہیں۔ پھر ہانپ ہانپ کر ہوا لینے اور
پھیپھڑے خالی کر دینے کے بعد وہ اپنی ناک پر ایک
کلپ CLIP لگا لیتے ہیں۔ اور اشارہ کر دیتے
ہیں۔ اشارہ ملتے ہی معاون غوطہ خور رسہ چھوڑ دیتا ہے
غوطہ خور آن کی آن میں سمندر کی تہہ میں پہنچ جاتے ہیں
اپنے گرد و پیش سے جلدی جلدی صدف جمع کر کے
ٹوکری یا جال میں ڈال لیتے ہیں۔ پھر رسے کو جھٹکا
دیتے ہیں اور معاون انہیں نکال لیتے ہیں۔

دن بھر جتنے صدف نکلتے ہیں عرشے پر اُن کا
ڈھیر لگا دیا جاتا ہے۔ غروب آفتاب کے بعد ماہر کاریگر
صدف کھولنا شروع کر دیتے ہیں۔ ناخدا (کشتی کا مالک)
اور عملے کے لوگ امید و بیم کے عالم میں صدف کھولنے
کا نظارہ کرتے ہیں کوئی موتی ہاتھ آتا ہے تو مسرت
کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے۔ ورنہ اگلے دن کے ساتھ
امیدیں وابستہ کر لی جاتی ہیں۔

خلیج فارس میں موتیوں کی ۲۴ اقسام پائی
جاتی ہیں۔ یہ موتی شکل و صورت، رنگ، چمک اور
جسامت میں بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ موتی صدف کے
گوشت کے اندر کئی تہوں میں لپٹا ہوتا ہے، جس میں
ریت وغیرہ کے ذرات بھی ہوتے ہیں۔

اعلیٰ ترین موتیوں کی قسم حَبّہ کہلاتی ہے۔
یہ ایک خاص قسم کے صدف میں ملتے ہیں جس کی شکل و
صورت پَر کی مانند ہوتی ہے۔

اعلیٰ ترین موتی کا ملنا غوطہ خور کی قسمت پر
منحصر ہے بسا اوقات غوطہ خور دن بھر میں ہزاروں
صدف جمع کرتے ہیں مگر کوئی موتی ہاتھ نہیں آتا۔

دراصل یہ قسمت کا کھیل ہے بعض اوقات
بڑے بڑے مالدار ناخدا اس کھیل میں ناکام ہو کر
غریب ہو جاتے ہیں اور کئی مرتبہ اس میدان میں غریب
لوگ دیکھتے ہی دیکھتے امیر کبیر بن جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ سات بدوؤں نے ملکر موتی نکالنے
کا کاروبار شروع کیا۔ اونٹ ہی بدوؤں کی دولت
ہوتی ہے۔ انہوں نے سب اونٹ بیچکر ایک کشتی
خریدی اور ضروری عملہ رکھا۔

الغوص الکبیر سارا گذر گیا۔ مگر کوئی
شے ہاتھ نہ آئی۔ السودّہ کے آخری دن بھی قریب
آگئے حتیٰ کہ سامانِ رسد ختم ہونے کو آگیا۔

جب فاقے پر فاقے آنے لگے تو غمزدہ بدوؤں
نے واپس لوٹ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اور تیاری مکمل
کر لی۔ جب روانہ ہونے لگے تو ان میں سے ایک،

بوڑھے ساتھی نے کہا:

"ایک روز اور دیکھ لینا چاہیئے۔ شاید قسمت میں کچھ لکھا ہو!"

چنانچہ غور و فکر اور کافی بحث کے بعد ایک دن اور قسمت آزمانے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ اگلے روز رات کے وقت ایک ایک کر کے صدف کھولے جانے لگے صدف پر صدف کھلتے چلے گئے مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔ حتیٰ کہ صرف تین صدف رہ گئے۔ غریب بدوؤں کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

"انہیں سمندر میں پھینک دو" ایک بدو نے غمگین لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں"۔ بوڑھا ساتھی پکارا۔ اور چاقو پھر کام کرنے لگا۔ اب صرف ایک صدف باقی رہ گیا تھا۔ سب بدو مایوس ہو چکے تھے۔ چنانچہ نہایت بے دلی کے ساتھ اسے بھی کھولا گیا۔ اسے کھولنا ہی تھا کہ ایک موتی نکل آیا۔ صدف کے کھلتے ہی کشتی میں مسرت کا نعرہ گونج اٹھا اس میں سے موتی بھی ایسا اعلیٰ نکلا کہ پورے موسم میں ایسا موتی کسی کے ہاتھ نہ لگا۔۔۔ یہ حبہ قسم کا موتی تھا۔

اس موتی کو دوبئی کے ایک مشہور تاجر نے ایک لاکھ روپے میں خریدا۔ موتی ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ بکتا چلا گیا۔ آخر بحرین کے ایک تاجر نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے میں خریدا اور اسے پیرس لے گیا۔

وَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ ۝

ایک شاندار وقارِ عمل

مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا شہر کو ماہ تبوک ۱۳۴۷ہش میں اچھا موقع وقارِ عمل منانے کا میسر آیا۔ ایک غریب نو احمدی نے اپنا مکان تیار کرنا تھا۔ مجموعی طور پر ۴۶ خدام نے ۱۶۲ گھنٹے صرف کر کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا مسالہ وغیرہ بہم پہنچانے کے لئے ۳۰ روپے کے قریب مدد بھی دی گئی۔ یہ کمرہ جو تعمیر کیا گیا ۲۰ فٹ لمبا۔ ۱۰ فٹ چوڑا اور ۱۰ فٹ اونچا ہے۔ خدام نے نہایت جوش تنظیم اور خوش اسلوبی کے ساتھ کام کیا۔ گارا بنانے کے لئے پانی سو گز سے بھی زیادہ فاصلہ سے لایا گیا۔ اور مٹی ۱۵، ۲۰ گز دور سے کھودی گئی۔ دیواروں کا کافی حصہ اس دوست نے پہلے سے بنایا ہوا تھا۔ ان کی اونچائی پوری کر کے تکمیل کی گئی اور اوپر سے سرکنڈوں اور مٹی کی چھت دو تہائی حصہ میں ڈالی گئی۔ اگلی اتوار کو باقی ماندہ چھت مکمل کر کے ساری چھت اور دیواروں پر بھوسہ ملے گارے سے لپائی کی گئی کام کے دوران خاصی تیز دھوپ اور گرمی تھی خدام پسینے سے تر اور تھے لیکن اپنے کام میں مگن۔ محلے کے لوگوں کیلئے یہ ایک عجیب نظارہ تھا جس سے وہ بے حد متاثر ہوئے۔ (مرزا انشار احمد نمائندہ خالد)

اعتذار

جگہ کی قلت کے پیشِ نظر اس ماہ کے خالد میں مجالس خدام الاحمدیہ کی کارگذاری کی رپورٹیں شائع نہیں کی جا رہی ہیں۔ جو رپورٹیں موصول ہوئی ہیں ان کا ملخص آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

محترم جناب عبدالسلام صاحب اختر ایم-اے

اے وطن کے جوانو!

اے وطن کے جوانو تمہی سے تو ہے آبروئے وطن افتخارِ وطن

تم حبیبِ عروسِ نگارِ وطن ۔ تم نقیبِ عروجِ بہارِ وطن

جس سے ملت کی عظمت ہے تابندہ تر وہ رہِ کامرانی تمہی سے تو ہے

قوم کے دیدہ و دل ہیں جس سے جواں اس لہو کی روانی تمہی سے تو ہے

یہ لہو ہے رواں جیسے کوہ و دمن پر رواں ہو کوئی آبشارِ وطن

اے وطن کے جوانو! تمہی سے تو ہے آبروئے وطن افتخارِ وطن

ہر اک جانتا ہے کہ جب بھی وطن پر کبھی آزمائش کی آئی گھڑی

ان بہادر جوانوں نے صف باندھکر ایک سیسے کی دیوار کردی کھڑی

ایک دیوار جس پر تنے سینہ سپر گل غریبِ وطن شہریارِ وطن

اے وطن کے جوانو! تمہی سے تو ہے آبروئے وطن افتخارِ وطن

تم حقیقت میں ملت کے سالار ہو تم محمدؐ کی امت کے غمخوار ہو

جس سے لرزاں ہیں دشمن کے دیوار و در تم وہ روحِ شجاعت کی تلوار ہو

جس کا دل ہر گھڑی ہوشیارِ وطن وہ حقیقت میں ہے تاجدارِ وطن

اے وطن کے جوانو! تمہی سے تو ہے آبروئے وطن ۔ افتخارِ وطن

یہ تنومند سینے یہ عمرِ جواں یہ جبینوں پہ تابندگی کے نشاں

یاد آتا ہے طارق کا طرزِ عمل اور تیغِ علیؓ کی حسیں داستاں

شاید اس دور میں یہ فسانے دلوں کے ہیں اپنے لئے پھر یادگارِ وطن

اے وطن کے جوانو! تمہی سے تو ہے آبروئے وطن ۔ افتخارِ وطن

مکرم حکیم عبدالحمید صاحب
گوجرانوالہ

ہمّت!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو بے شمار قوتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان کو پوری طرح کام میں لا سکنے کے لئے ایک بہت بڑی قوت اور بھی عطا فرمائی ہے جو جرأت کر کے ان طاقتوں سے وہ وہ کام لیتی ہے۔ کہ خود انسان ان کے نتیجہ کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ اس کے پیدا کرنے والے نے اس کے اندر کیا کیا جوہر بھرد یئے ہوئے ہیں۔ وہ سب سے بڑی قوت ہمّت ہی ہے۔

اسی ہمّت کے نتیجہ میں آج انسان نے ستاروں تک پہنچنے کے خواب دیکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ اگر یہ ہمّت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جو جادو رکھا ہوا تھا۔ اس کا جوہر نہ کھلتا۔ انسان نے ہمّت سے کام لیا۔ اور وہ وہ کام کر دکھائے جن سے عقل حیران رہ جاتی ہے۔ بلکہ بعض لوگوں نے ہمّت سے بہت کام لیا تو انہوں نے دنیا میں سے ناممکن کے لفظ کو نکال ڈالا۔ اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ واقعی اگر انسان ہمّت نہ ہارے تو ناممکن کوئی شے نہیں۔

تیمور بادشاہ کا مشہور واقعہ ہے کہ جنگ میں مسلسل شکستوں کے بعد ایک دفعہ جب وہ بہت ہی شکستہ دلی ہو گیا۔ وہ تقریباً ہمّت ہارنے کو تھا۔ کہ اس نے چھت سے گرتی ہوئی مکڑی کو دیکھا جو بار بار چڑھتی اور گرتی چلی جا رہی تھی مگر اس نے ہمّت نہ ہاری تھی۔ اور چڑھنا نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ آخر وہ چھت پر چڑھ ہی گئی۔ اور کامیاب ہو گئی۔ بس اس مکڑی کو دیکھ کر اس کی ہمّت بندھی اور وہ جنگ کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے کامیاب کر دیا!

اسی ہمّت کے نتیجہ میں آج کے انسان نے منگلا ڈیم جیسے عظیم بندھ باندھ کر دریاؤں کے منہ بند کئے ہیں اور اسی ہمّت کے طفیل ربوہ اور اسلام آباد جیسے نئے مراکز قائم کئے ہیں۔ اور اسی ہمّت کے سبب اپنی کھوئی ہوئی قسمت کو وہ جگاتا چلا جا رہا ہے۔

انسان نے ہمّت سے بہت بہت کام لئے ہیں۔ اور انسان کی ساری تاریخ اسی ہمّت کے سہارے آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور کبھی بھی ہمّت کے واقعات سے خالی نہیں رہی۔

ہمّت کے آگے کوئی شے انہونی نہیں ہے۔ کہ نپولین نے ناممکن کا لفظ ہی اپنی ڈکشنری میں سے اڑا کر رکھ دیا تھا۔ اور قائداعظم نے کہا تھا "مجھے لفظ شکست کے معنے معلوم نہیں"۔ اسی ہمّت کے طفیل انسان نے پہاڑوں کی چوٹیاں سر کیں۔ پہاڑوں کے اندر سے گذر گیا۔ وہ زمین پر پھیل گیا

اور پھر سمندروں کی گہرائی کے اسرار ڈھونڈے۔ جب وہ سب کچھ کر چکا تو پھر وہ فضاؤں میں نکلا اور اب وہ ستاروں کی طرف نظریں لگائے بیٹھا ہے ایک طرف وہ ذرّے کو چیر کر اس کی گہرائیوں سے قوت کے پوشیدہ خزانے ڈھونڈ لایا تو دوسری طرف وہ چاند کا طواف کرتا ہوا ملتا ہے۔ یہ سب کچھ ہمت کا ہی کرشمہ ہے۔

زمین پر چل پھر کر ملکوں ملک گھومنے والے سیاح جب قدرت کی نیرنگیوں اور انسان کے کاموں کو دیکھتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں۔ مصر کے اہرام۔ آگرہ کے تاج محل اور قرطبہ کے کھنڈر انسان کی ہمت کی داستانیں ہی تو سناتے ہیں۔

انسان ہمت سے کام لے تو سب کچھ کر سکتا ہے اور بہت کچھ کر رہا ہے۔ وہ خالد بن ولید بن کر گھوڑے دوڑا سکتا ہے۔ امام حسینؓ بن کر حق کے لئے گردن پیش کر سکتا ہے۔ اور محمد بن قاسم بن کر راہ گزاروں کو روند سکتا ہے۔ انسان سب کچھ کر سکتا ہے۔ مگر جب وہ ہمت سے کام لینا چھوڑ دیتا ہے۔ تو وہ اپنی ساری عظمت کھوتا چلا جاتا ہے ہاں اگر ہمت سے کام لیتا ہے تو وہ دن بدن عظمت کی طرف بڑھتا رہتا ہے۔ کسی شاعر نے اسی لئے کہا ہے۔ ؎

"ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا"

اور یہ بڑی سچی حقیقت ہے کہ واقعی انسانی ہمت کے آگے کوئی شے اَنہونی نہیں۔

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

مشعلِ راہ

★ گناہ سے توبہ کرنیوالا گناہ نہ کرنے والے کی طرح ہے۔

★ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

★ نیکی کا راستہ بتانیوالا نیکی کرنیوالے کی مانند ہے۔

★ سب سے بڑا جہاد نفس کے ساتھ جہاد ہے۔

★ دعا عبادت کا مغز ہے ★ قوم کا سردار قوم کا خادم ہے۔

★ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے بھائی کو معاف کر دے۔

★ صدقہ بہت اچھا منافع ہے۔

★ مظلوم کی بد دعا سے ڈرو کیونکہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

★ انسان وہی کچھ حاصل کرتا ہے جس کیلئے وہ کوشش کرے

★ ایسا اشارہ بھی حرام ہے جس سے کسی کو رنج پہنچے (چہ جائیکہ کلام)

★ نماز ہر برائی سے بچاتی ہے۔ ★ زندگی بے بندگی شرمندگی۔

★ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔

★ نماز ذریعہ نجات ہے۔

★ ہر عمل جس کا بے غرض اس کی جزا اچھی اور ہے۔

★ میانہ روی بہترین اصول ہے۔

★ ریشمی لباس پرہیزگار مرد کے لئے جائز نہیں

ذہن کی ورزش

۱۔ اگر ربڑ، فولاد اور لکڑی کی تین ایک جیسی گیندیں لی جائیں اور انھیں برابر قوت سے زمین پر مارا جائے تو کونسی گیند سب سے اونچا گدّا کھائے گی؟

۲۔ فرض کیجئے ایک ہوائی جہاز نیویارک سے لاس اینجلس کی طرف ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی مستقل رفتار سے اڑتا ہے۔ دونوں مقامات کا درمیانی فاصلہ ساڑھے تین ہزار میل ہے اس لئے اسے کل ساڑھے تین گھنٹے چاہئیں لیکن اگر وہ نیویارک سے ۱۲ بجے دوپہر کے وقت روانہ ہوتا تو وہ لاس اینجلس دن کے ۱۱½ بجے پہنچ جاتا یعنی روانہ ہونے سے بھی آدھ گھنٹہ پہلے۔ یہ کیسے ممکن ہوا؟

۳۔ تین نہایت ہی قیمتی دھاتوں کے نام بتائیں جو سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہیں۔

۴۔ مکئی کے دانے بھون کر کھیلیں کیوں بن جاتے ہیں؟

۵۔ کونین درخت کی چھال سے، سیندری پانی، کاک، ڈکرتار میں سے کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟

۶۔ وہ کونسی دھات ہے جسے اگر آپ ہاتھ میں لیں تو وہ پگھلنے لگتی ہے

۷۔ ایک ایسے پتھر کا نام بتائیں جو ہیرے سے زیادہ قیمتی ہو۔

۸۔ دنیا کے مشہور سات سمندروں کا نام بتائیں؟

۹۔ کیا یہ درست ہے کہ ہم کیلے کو درخت ہی سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ ایک طرح کی گھاس ہوتی ہے؟

(ناصر احمد صدیقی۔ ربوہ)

حیرت انگیز باتیں

★ سائنسدانوں نے حساب لگایا ہے کہ سورج میں ۱۸ کھرب ۷۵-ارب کروڑ موم بتیوں کے برابر روشنی ہوتی ہے۔ (شاید دنیا بھر کی موم بتیوں کو جلانے پر بھی سورج کی روشنی کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا)

★ پہلی جنوری کو سورج پہلی جولائی کے مقابلہ میں تین لاکھ میل دور ہو جاتا ہے۔

★ بغیر آلے کے ہم چار ہزار تارے گن سکتے ہیں۔ اور آلے TELESCOPE کی مدد سے تقریباً دس کروڑ تاروں کا پتہ چل سکتا ہے۔

★ اندازہ کیا گیا ہے کہ زمین کا وزن تقریباً چھ ہزار کھرب ٹن ہے اگر اسے کو ہندسوں میں لکھنا چاہیں تو اس طرح لکھیں گے (۵،۸۸۵،۱۴۱،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰) اس کے وزن کا اندازہ اس بات سے ہوگا۔ کہ اگر زمین کے گولے کو ہم کسی مال گاڑی کے ڈبہ پر دکھنا چاہیں تو ۲۷۸،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰ (تقریباً چار کھرب) سال میں رکھ سکیں گے اور جس گاڑی پر یہ رکھی جا سکے گی وہ اس فاصلہ کی ایک سو ساٹھ ہزار گنا ہوگی۔ جو زمین سے قریب ترین ستارے کے درمیان ہے۔

★ اگر ہم دنیا کے ایک سرے سے روانہ ہوں۔ ۲۴،۸۹۹ یعنی تقریباً ۲۵ ہزار میل کا سفر طے کرنے کے بعد اپنی روانگی کے مقام پر پہنچ جائیں گے۔

(ناصر احمد صدیقی۔ ربوہ)

مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب
ربوہ

عجز و انکسار

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ہر شخص کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ روحانی طور پر ترقی کرے۔ اور اپنے خدا کا حقیقی مقرب بن جائے۔ اس نیک خواہش کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم عجز و انکسار فروتنی اور تذلل کی راہوں کو اختیار کریں اور ہمیشہ اپنے آپ کو دوسروں سے حقیر جانیں۔ خواہ روحانی طور پر یا اخلاقی لحاظ سے ہم کتنی ترقی کر جائیں تب بھی ہم عجز و انکسار کے مقام کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔ بعض اوقات انسان جب نیک اعمال بجالانے لگتا ہے اور اخلاقی بلندیوں کو طے کرتا ہے تو شیطان اس کے دل میں یہ وسوسے ڈالنے شروع کرتا ہے کہ تم بہت بزرگ بن گئے ہو تم خدا کے مقرب بن گئے اس لئے تم ایک بالا حیثیت کے مالک انسان ہو۔ بعض اوقات انسان اس دھوکے میں پھنس کر اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کی ناراضگی کا مورد بن جاتا ہے لیکن جو لوگ تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ اور اپنے تئیں کچھ نہیں سمجھتے اور ہر خیر اور بھلائی کو خدا کا فضل اور اس کی عطا سمجھتے ہیں! اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو شیطان کے اس دھوکہ اور فریب سے بچا لیتا ہے

پس روحانی ترقی کیلئے بہت ضروری ہے کہ انسان تکبر نخوت اور خود پسندی کے گندے جذبات سے بالکل پاک ہو اور عاجزی وانکساری اور خاکساری کے عطر سے ممسوح ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک نظم میں کیا خوب فرماتے ہیں

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو
اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اس یار کے لئے رہ عشرت کو چھوڑ دو
لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیالِ حضرتِ عزت کو چھوڑ دو
اسلام چیز کیا ہے خدا کیلئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا
اے کرمِ خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے

تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے

عفت جو شرط دیں ہے وہ تقویٰ یہی ساری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متذکرہ بالا اشعار میں عجز و انکساری کو اختیار کرنے اور کبر و غرور سے بچنے کا بہت بڑا سبق پایا جاتا ہے۔ پس اے میرے احمدی نوجوان بھائیو! آج اپنے ربّ کے حضور صمیم قلب سے یہ عہد کریں کہ ہم ہمیشہ عاجزی و انکساری، فروتنی اور تذلّل کی راہوں کو اختیار کریں گے اور تکبّر و غرور اور نخوت سے اپنے تئیں بچائیں گے اور جب بھی ہمیں اللہ تعالیٰ دینی یا دنیوی طور پر ترقی دے۔ ہم عاجزی کی صفت کو پہلے سے زیادہ شان میں اپنے اندر پیدا کرتے چلے جائیں گے۔ وباللہ التوفیق۔

تراشے

جڑواں لوگوں کا اجتماع

جارجیا کی راجدھانی تبیلیسی میں جڑواں لوگوں کا تیسرا اجتماع ہوا۔ جس میں بالکل مشابہ بھائیوں اور بہنوں کے ۱۰۰ جوڑوں نے مندوبین کی حیثیت سے حصہ لیا۔ ان کی پریڈ کی قیادت "منانا" اور "لامارا" نے کی جو اپنی پالنا گاڑیوں میں آئی تھیں۔ لڑکیوں کی عمر ۷ مہینے ہے قطار میں سب سے پیچھے "تمارا" اور "مریم" تھیں۔ یہ جڑواں بہنیں ۷۵ سال کی ہیں اور دونوں پنشن یافتہ ٹیچر ہیں۔

خون دینے اور پانے والے خرگوش

جانوروں کی پرورش کرنے والے کل یونین انسٹی ٹیوٹ (All Union Institute) کے کارکنوں نے یہ معلوم کیا ہے کہ ایک قسم کے جانوروں کا خون دوسرے جانوروں کے جسم میں پہنچانے سے خون پانے والے جانوروں کی نشوونما میں کافی اضافہ ہوتا ہے۔ وی-آنا کے نیلے قسم کے خرگوشوں کے خون کا انجکشن سفید انگورا خرگوش کو دیا گیا۔ اس سے مؤخرالذکر کے وزن میں کافی اضافہ ہوا۔ یہ تجربات جانوروں کی پرورش میں نئے نئے امکانات کے حامل ہو سکتے ہیں

برقی دماغ

خود اپنا تجزیہ کرنا ابھی تک قطعی انسانی فعل سمجھا جاتا تھا۔ لیکن دنیا اب بہت آگے نکل چکی ہے۔ ایک بیلو روسی فیکٹری کے انجینیروں نے "مینسک ۲۲" نامی مشین میں اس کی اچھائیوں اور خامیوں کا تجزیہ کرنے کا پروگرام داخل کیا۔ انجینیروں کے حکم پر الیکٹرونک دماغ نے کام کرنا شروع کیا۔ اور چند سیکنڈ میں اس نے تحریری نوٹ پیش کر دیا اور یہ تجزیہ قطعی طور پر سچا تھا۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

قوسِ قزح کے ۴۵۰ رنگ

پیمائشی سائنسی تحقیقات کے کل یونین انسٹی ٹیوٹ کے ماہروں نے ایک البم پیش کیا ہے جو قوس وقزح کے ۱۲۹ رنگوں پر مشتمل ہے۔ اس کے دوسرے ایڈیشن میں ۴۵۰ (چار سو پچاس) رنگ ہوں گے یہ البم زیادہ تر ٹیکسٹائل، کاغذ اور شیشے کی صنعتوں کے کارکنوں کے لئے ہیں۔ اور ڈاکٹروں، ماہرین جرائم، ارضیات، اور تعمیرات کے لئے بھی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ (ماخوذ از "سوویت یونین" شمارہ ۸)

(مرسلہ محمد عمر دراز تنویر۔ ایو لائل پور)

ہاتھ میں انگلیوں کا پیوند

ماسکو۔ روس کے ایک سرجن نے ایک نوجوان لڑکی کے ہاتھ کا اپریشن کر کے اس میں انگلیوں کا پیوند لگا دیا ہے۔ یہ لڑکی پیدائشی طور پر انگلیوں سے محروم تھی۔ نیوزی لینڈ کی یہ پندرہ سالہ لڑکی مرانڈہ اکتوبر میں یہاں آئی تھی۔ اور جراحی کے ایک انسٹی ٹیوٹ میں زیر علاج ہے سرجن نے اس کے جسم کے گوشت سے انگلیاں تیار کر کے اس کے ہاتھ میں لگا دی ہیں اور اب وہ ان انگلیوں کی بدولت چیزیں اٹھا سکتی ہے۔

آنکھوں کے اشارے سے چیزوں کی حرکت

ماسکو کی ایک چالیس سالہ خاتون نیلیا میخائی لووا نے اپنی ماں سے ورثے میں یہ غیر مرئی طاقت حاصل کی ہے کہ وہ جس چیز کو آنکھوں سے اشارہ کر دے۔ وہ حرکت کرنے لگتی ہے اس نے اپنی یہ غیر مرئی قوت اب اپنے بیٹے کو ورثے میں سونپ دی ہے۔ اس خاتون کی "کرامت" کی دستاویزی فلم بنا کر صحافیوں کو دکھائی جا چکی ہے۔ اسی طرح وہ اپنی نگاہوں سے اشارہ کر کے چلتا ہوا کلاک بند کر سکتی ہے میز پر سے سیب ہوا میں اچھال سکتی ہے۔ اخبارات کے مطابق اسے اپنی آنکھوں میں یہ قوت پیدا کرنے کے لئے اکثر آدھ گھنٹہ تک مشق کرنا پڑتی ہے۔ نیلیا میخائی لووا کا بیٹا فوج میں معمولی سپاہی ہے۔

روشن ترین بلب

ایک ایسا بلب ایجاد کیا گیا ہے۔ جو سب سے زیادہ روشن ہے۔

اس کے موجد نے دعویٰ کیا ہے کہ آج تک اس سے تیز اور زیادہ روشنی دینے والا کوئی اور بلب ایجاد نہیں ہوا۔ اس بلب کی روشنی گھریلو استعمال کے عام بلبوں کی روشنی سے چھ گنا اور اس مرکری بار سے دوگنا زیادہ ہے جسے بڑی بڑی سڑکوں پر روشنی کرنے کے لئے نصب کیا جاتا ہے اس بلب میں خاص قسم کی پتی لوکا لوکس استعمال کی گئی ہے جس کی وجہ سے اس کی روشنی میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ ایک امریکی فرم نے ۴۰۰ سو واٹ کے لوکا لوکس بنانے شروع کئے ہیں یہ بلب سڑکوں پر روشنی کرنے کے لئے استعمال ہوں گے۔

ہر خادم کے لئے ضروری ہے کہ اپنے رسالہ کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور لکھے
اس کالم میں نئے لکھنے والوں کے مضامین درج کئے جاتے ہیں۔ (ادارہ)

آغاز

اخلاق و کردار کی تعمیر

اخلاق عربی کا لفظ ہے جس کے معنی اچھی اور نیک عادات کے ہیں۔ کردار لفظ ہے فارسی کا۔ معنے جس کے کام، ڈھنگ، طور طریقے اور عمل کے ہیں۔ خواہ اچھے ہوں یا برے۔ مگر اچھے کردار وہ ہیں۔ جو انسان کو روحانی رشتہ میں منسلک رکھیں۔ اخلاق و کردار میں ہر وہ اچھائی اور اعمال شامل ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں بالتفصیل موجود ہے اور صحیح معنوں میں قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والا اخلاق صحیحہ کا مالک بن سکتا ہے۔

ایک معاشرہ میں رہ کر اخلاق کی تعمیر نہ صرف ماحول کی تعمیر ہے بلکہ درحقیقت خود انسانی نفس کی تعمیر ہے۔ مگر نفس انسانی اخلاقی بنیادوں پر قائم ہونا ضروری ہیں۔ جب ہم کسی ایک فرد سے ملتے ہیں اتفاقیہ یا بخواہش۔ اجنبی ہو واقف کار مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ کالا ہو یا گورا غرض کسی بھی طبقہ ریاست مملکت یا مذہب کا باشندہ ہی کیوں نہ ہو ہمارا پہلا فرض مسنون سلام کے بعد خیر و عافیت کا پوچھنا ہے اس میں مختلف اوقات و حالات کا احترام شامل ہے کیا غیر کے دل میں آپ کی عزت و عظمت اور اخلاق کا یہ کردار ایک چھوٹے پودے سے درخت بنکر پھل نہ دیگا یقیناً۔ اور پھر درخت کی کئی ایک شاخیں ہوں گی۔ اور ہر شاخ اخلاق کے پھل سے بھر جائے گی اور اس سے کئی ایک فیضیاب ہونگے۔ کیا ہم نوجوان، خدام احمدیت اخلاق کا ایک پودا بھی نہیں لگا سکتے؟

میں یہاں ایک واقعہ لکھتا ہوں۔ چند سال پہلے کی بات ہے ایک شخص جس سے میری کسی قدر شناسائی تھی۔ اور اکثر وہ میرے راستہ سے گزرتا اور ہمیشہ دور ہی سے علیک سلیک ہوتی۔ ایک روز اتفاقاً اس شخص کا سامنا ہو گیا۔ میں نے موقع کی مناسبت کے پیش نظر بڑے تپاک سے ہاتھ بڑھایا۔ اس نے بھی ہاتھ بڑھایا اور مجھے بڑے تعجب کی نظر سے دیکھا۔ اس کی خوش نظریں پرنم بھی تھیں۔ ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد ہم اپنی اپنی راہ پر ہو لئے۔ میں نے دیکھا یہ وہ شخص نہ تھا جس کو میں خوب جانتا تھا۔ بلکہ پہلے کا ہمشکل تھا اس سلام کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ بس اس روز سے محبت کے جذبات اس کے دل میں موجزن ہیں۔ اور جو چاہت و عزت میرے لئے اس کے دل میں ہے۔ میں اسے کئی رنگ میں محسوس کر چکا ہوں۔ اس واقعہ سے قبل میں نے اس شخص کو دیکھا تک نہ تھا۔ اور آج وہ میرا ہمدرد بن گیا۔ میں نے اس واقعہ سے یہ سبق سیکھا کہ ہر واقف و ناواقف خواہ کسی مذہب و عقائد سے متعلق ہو ہمارا فرض سلام کہنے کے بعد خیر و عافیت پوچھنا ہے۔

الغرض انسان کا ہر لمحہ، ہر دن بے شمار چھوٹے بڑے کاموں سے عبارت ہے اور لمحاتِ زندگی ہر دم اخلاق کی محتاج ہیں۔ اخلاق انسان کی معراج ہیں۔

(ملک منیر احمد۔ فیکٹری ایریا۔ ربوہ)

"مقصدِ حیات"

دنیا میں جب بھی کوئی شخص (بشرطیکہ وہ باہوش و باعقل ہو) کوئی کام کرتا ہے تو وہ اس کام کا کوئی نہ کوئی مقصد اپنے سامنے رکھ لیتا ہے۔ جب بھی وہ کوئی چیز بناتا یا ایجاد کرتا ہے تو اس چیز کا مقصد بھی متعین کرتا ہے۔ اسی طرح جب ہم اپنے محبوب اور مقصود "اللہ" کے کلام پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے خالق نے زمین و آسمان کی چیزوں اور انسان کا مقصدِ پیدائش بھی بتا دیا ہے جہاں تک زمین و آسمان کی چیزوں کا تعلق ہے۔ وہ فرماتا ہے۔

'سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ'

کہ اے انسان ہم نے زمین و آسمان کی ساری مخلوق تیرے لئے کام پر لگا دی ہے اور اسے تیری خدمت میں لگا دیا ہے۔ مگر اے انسان اور اے آدم کے بیٹو! یاد رکھو کہ تمہارا بھی ایک مقصد ہے اور ہم نے کسی چیز کو کھیل تماشہ کے لئے نہیں بنایا بلکہ تمہارا مقصد "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" ہے۔

یعنی تم میں سے ہر قسم کے انسان خواہ وہ امیر ہو، غریب ہو، گدا ہو، شاہ ہو، کمزور ہو یا طاقتور ہو۔ عوام سے ملنے جلنے والا ہو۔ یا اپنے اختیارات اور ملازمت کی وجہ سے عوام کی نظروں سے پوشیدہ رہنے والا ہو ہر ایک کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ میرا "عبد" یعنی بندہ بن جائے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ غلام وہی کہلانے کا حقدار ہوتا ہے جو اپنے آقا کے ہر حکم پر لبیک کہنے والا ہو۔ اور اس کے حکم کی تعمیل میں کسی چون و چرا کا دخل نہ ہو۔ اسی طرح عبادت کرنیوالا اپنے معبود پر جان قربان کرنے والا اور اس کے حکموں کو ماننے والا ہوتا ہے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے مقصدِ حیات کو نہ بھولیں۔ اور جس مقصد کے لئے ہم کو پیدا کیا گیا ہے۔ اسے ہر وقت سامنے رکھیں اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

(عبدالودود طارق بی۔ اے بی ایڈ مظفر آباد آزاد کشمیر)

ملاقات کے آداب

کسی بزرگ، دوست یا بھائی سے بالمشافہ گفتگو اور ملاقات کرتے وقت جن اسلامی آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے ان میں سے چند آداب رقم کرتا ہوں۔

اول:۔ آغازِ ملاقات میں "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کا تحفہ پیش کرنا چاہیئے۔ جس کا یہ مطلب ہو گا کہ آپ اپنے بھائی کی سلامتی اور بھلائی کے خواہاں ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"اَفْشُوا السَّلَامَ" یعنی سلام کو خوب رواج دو۔

دوم:- سلام کہنے کے بعد مصافحہ کرنا بھی اسلامی آداب میں سے ہے۔ مصافحہ اگرچہ گرمجوشی سے کرنا چاہیئے لیکن اس طور پر ہاتھ دبانا نامناسب ہے جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچے۔ معانقہ کے ذریعہ اپنے بزرگوں، بھائیوں سے اظہار محبت کرنا بھی مسنون ہے لیکن اس میں بھی ادب اور وقار کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

سوم:- گفتگو کے دوران کلام مہذب اور آواز نرم اور دھیمی ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

"وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ"

یعنی اپنی آواز کو دھیمی رکھا کرو۔

چہارم:- بزرگوں سے ملاقات کرتے وقت سر ننگا نہیں رکھنا چاہیئے۔ یہ امر ادب اور احترام کے خلاف ہے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ننگے سر پھرنا آوارگی کی علامت ہے۔

پنجم:- مخاطب سے گفتگو واضح اور بے تکلف الفاظ میں کرنی چاہیئے۔ نیز اس کی باتوں کو غور سے سننا چاہیئے۔ اور کسی کے کلام کے دوران بولنا معیوب ہے بلکہ اپنی بات اس وقت شروع کرنی چاہیئے۔ جب دوسرا آدمی اپنا کلام ختم کر لے۔

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ملاقات کے ان اسلامی آداب کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین

(ملک محمد اعظم۔ ربوہ)

تحریک جدید اور ہمارا فرض

تحریک جدید کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۳۴ء میں فرمایا تھا شروع میں آپ نے تین سال کے لئے قربانیوں کا مطالبہ فرمایا۔ پھر دس سال کے لئے پھر انیس سال اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پاکر آپ نے اعلان فرمایا کہ یہ تحریک دائمی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"یہ تحریک دائمی ہے۔ نہ صرف دائمی ہے بلکہ ہمارے ایمان اور اخلاق کا تقاضا ہے کہ تحریک ہمیشہ جاری رہے۔ جس طرح روٹی کھانا دائمی ہے لیکن جب ہمیں روٹی نہیں ملتی۔ تو ہم چلاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتے ہیں۔ کہ وہ روٹی دے۔ اسی طرح ہمیں اشاعت دین کی بھی ضرورت ہے اگر ہمیں اشاعت دین کی توفیق ملتی ہے۔ تو ہم اللہ تعالیٰ کے ممنونِ احسان ہوتے ہیں۔ اگر ہمیں اشاعتِ دین کی توفیق نہیں ملتی۔ تو ہم شکر نہیں کرتے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتے ہیں کہ اس نے ہم میں کیوں ضعف پیدا کر دیا۔ ہم دین کی خاطر کیوں قربانی نہیں کر سکتے۔ جتنی قربانی ہم پہلے کرتے تھے۔ یہی ایمان کی ایک زندہ علامت ہے۔ اگر یہ علامت نہیں پائی جاتی۔ تو سمجھ لو کہ ایمان نہیں پایا جاتا"

تحریک جدید کے ذریعے آج دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور استحکام سلسلہ کا جو کام ہوا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے

کہ یہ تحریک یقیناً ایک الٰہی تحریک ہے اور خدا تعالیٰ کے خاص منشاء سے جاری کی گئی ہے۔ تبلیغ اسلام کا یہ سارا نظام جو ممالکِ بیرون میں قائم کیا جا رہا ہے اس کے اخراجات تحریک جدید کے چندوں سے پورے کئے جاتے ہیں۔ گویا تحریک جدید بیرونی مشنوں کے لئے رگِ حیات کی حیثیت رکھتی ہے۔ پس جب تک ہم تحریک جدید کو زیادہ سے زیادہ مضبوط نہیں کریں گے اس وقت تک ہمارا تبلیغی نظام بھی زیادہ نہیں ہو سکتا۔ تحریک جدید کے لئے روپیہ ہی نہیں بلکہ خدمتِ دین کا جذبہ رکھنے والے اور اپنے وقت اور خداداد طاقتوں کی قربانی کرنے والے افراد کی بھی ضرورت ہے جو اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔ اسلام کا پرچم ساری دنیا میں لہرانے کے لئے انتہائی قربانیوں کی ضرورت ہے۔

جو احباب تحریک جدید کے پہلے دو دفاتر میں شامل نہیں ہوئے تھے ان کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتر سوم جاری فرمایا ہے۔ دفتر سوم کا اعلان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا ہے۔

"پس تحریک جدید کے دفتر سوم کی طرف خصوصاً احمدی مستورات اور عموماً وہ تمام احمدی مرد اور بچے اور نوجوان جنہوں نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کی۔ وہ اس طرف متوجہ ہوں اور اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی کوشش کریں"

(الفضل ۳۰ جون ۱۹۶۷ء)

پس آؤ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تحریک جدید کی فوج میں داخل ہو جائیں تا اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہم پر نازل ہوں اور اللہ تعالیٰ ہماری قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے اسلام کی فتح کا دن ہماری زندگیوں میں ہی لے آئے۔

(محمد انور حق۔ گنج مغلپورہ)

قربانی وایثار کی زندہ مثالیں

جب کوئی قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہے تو وہ ان راہوں پر چلنے کی کوشش کرتی ہے جن پر ان سے پہلی قومیں گامزن ہو کر عروج و ترقی حاصل کر چکی ہیں۔ ایثار ایک ایسا خلق ہے کہ جس سے غیروں کا دل جیتا جا سکتا ہے۔ اور قوم کو ترقی سے ہمکنار کیا جا سکتا ہے۔ قرونِ اولیٰ میں ایسی ایسی مثالیں موجود ہیں جو ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں جو ہماری فلاح اور بہبود کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہیں ہمارے نوجوانوں کے لئے جن کا مقصدِ حیات اور زندگی کا نصب العین بہت ہی بلند ہے۔ یعنی تبلیغ و اشاعت اسلام۔ ان مثالوں کو اپنے لئے مشعل راہ بنانا چاہیئے۔ اسلام نے اس طرف بہت توجہ دلائی ہے کہ انسان اچھے نمونہ کو اپنانے اور نیکی میں سبقت لے جانے کی کوشش کرے ذیل کی سطور میں ایثار اور قربانی کے دو ایسے مظاہر کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا تعلق

اسلام کی نشأۃ اُولیٰ سے ہے۔

۱۔ ایک مسلمان اپنے باغ کی دیوار تعمیر کرنا چاہتا تھا لیکن درمیان میں ایک دوسرے شخص کا درخت آتا تھا دیوار بنانے کے خواہشمند نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور یہ درخت مجھے دلوا دیجئے تا کہ میری دیوار سیدھی بن سکے۔ لیکن درخت کا مالک ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ درخت تم دیدو تو تمہیں اس کے عوض جنت میں درخت ملیں گے۔ وہ تو رضامند نہ ہوا لیکن ایک اور نوجوان صحابی حضرت ثابت بن دحداح کو جب اس کا علم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس درخت کے عوض میں جنت الفردوس میں درخت ملیں گے۔ اس خواہش نے ثابت بن دحداح کو بیتاب کر دیا۔ اور وہ درخت کے مالک کے پاس پہنچے اور کہا کہ مجھ سے میرا سارا باغ لے لو اور یہ درخت مجھے دیدو۔ اس کو اور کیا چاہیئے تھا فوراً معاملہ طے ہو گیا۔ تب حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے یہ سودا کیا ہے اور درخت دیوار بنانے والے کے حوالے کر دینے کی خواہش ظاہر کی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم یہ سُنکر بہت مسرور ہوتے اور فرمایا۔ ثابت کے لئے جنت میں کتنے درخت ہیں اس کے بعد حضرت ثابت اپنی بیوی کے پاس باغ میں پہنچے۔ اور کہا یہاں سے نکل چلو۔ میں نے یہ باغ جنت کے ایک درخت کے بدلے فروخت کر دیا ہے۔ اس نیک بخت بیوی کا ایثار ملاحظہ ہو۔ کہ اس پر نہایت مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ نہایت نفع مند سودا ہے۔ صحابہ کرام کے ایثار کے ساتھ یہ واقعہ ان کی ایمانی حالت کا بھی آئینہ دار ہے۔ موجود الوقت جائداد کو آئندہ زندگی میں نفع کے خیال سے چھوڑ دینا اس وقت تک ممکن ہی نہیں ہو سکتا جب تک انسانی قلب اس یقین اور ایمان سے پُر نہ ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دہنِ مبارک سے نکلی ہوئی بات ایک اور ایک دو کی طرح صحیح اور یقینی ہے۔

اس واقعہ کو پڑھ کر جب ہم زمانہ حال کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو ہمارا سر ندامت کی وجہ سے جھک جاتا ہے کہ کس طرح لوگ معمولی معمولی بات پر اپنے بھائیوں کے ساتھ جھگڑتے اور تنازعات کرتے رہتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ان کی خاطر ایثار کے لئے آمادہ نہیں ہوتے بلکہ ان کے جائز اور واجبی حقوق سے بھی محروم کرنے کے لئے کئی حیلے بہانے اور قانونی موشگافیوں کی آڑ لیتے ہیں۔ مندرجہ بالا مثال سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ ہم اپنے بھائی کے لئے ایثار پر آمادہ ہوں اور اگر یہ نہیں تو کم از کم اس کے جائز حقوق تو دیں۔

۲۔ حضرت حمزہؓ جنگ اُحد میں شہید ہوئے تو انکی حقیقی بہن حضرت صفیہ نے اپنے بیٹے حضرت زبیر کو دو چادریں دیں۔ کہ ان سے حضرت حمزہ کے کفن کا کام لیا جائے۔ جب ان کو کفن پہنایا جا رہا تھا تو حضرت

زبیر نے دیکھا کہ حضرت حمزہ کے پہلو میں ایک انصاری کی لاش پڑی ہے۔ جس کے لئے کفن میسر نہیں آپ نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ اپنے ماموں کو تو دو چادریں پہنا دیں اور یہ لاش بے کفن پڑی رہے چنانچہ آپ نے ایک چادر سے انصاری کے کفن کا کام لیا اور دوسری چادر اپنے ماموں پر دی انکے لئے یہ چادر کافی نہ تھی۔ اگر سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ اس کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سر کو چادر سے ڈھانک دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو۔

اللہ اللہ! کیسے لوگ تھے وہ کہ فرط غم کی حالت میں بھی جبکہ انسان حواس باختہ ہوتا ہے انہیں اپنے مسلمان بھائی کا اس قدر خیال رہتا کہ مُردوں میں بھی امتیاز گوارا نہ کرتے اور ان کی ضروریات سے آنکھیں بند نہ کر سکتے تھے۔

خدا کرے کہ قربانی اور ایثار کی ان مثالوں کو ہم پورے طور پر اپنی زندگیوں میں اُجاگر کر سکیں۔ آمین۔

(سعید اللہ خاں - ربوہ)

دُعا کی تاثیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں قبولیت دُعا کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے" (ضرورۃ الامام)

چند دن ہوتے کہ اخبار "الفضل" میں یہ خبر چھپی کہ ایک مسیحی منّاد کو ہمارے مبلغ نے قبولیت دعا میں مقابلہ کرنے کا چیلنج دیا لیکن وہ اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہ کر سکا حقیقت یہ ہے کہ خدا نے ہمیں دعا کا عظیم الشان ہتھیار دیا ہے جس کا مقابلہ دنیا کے مذاہب کا کوئی فرد بشر یا کوئی جماعت نہیں کر سکتی۔ اور خدا کی طرف سے یہ ہمیں ایک بہت بڑا انعام ہے ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہیئے۔ جب خدا کی طرف سے ہمیں یہ نعمت ملی ہے تو کیوں ہم اس سے فائدہ نہ اُٹھائیں اس نعمت کا ایک فائدہ جو مجھے ملا ہے وہ میں ایک واقعہ کی صورت میں پیش کرتا ہوں۔

ایک روز میں کسی ضروری کام کیلئے لائلپور سے ربوہ روانہ ہُوا۔ تو میری داڑھ میں شدید درد ہو رہا تھا۔ اور میں اس درد کی وجہ سے بلبلا رہا تھا۔ چونکہ میں ایک ضروری کام سے جا رہا تھا اسلئے میں سفر کا ارادہ بھی ترک نہیں کر سکتا تھا خدا خدا کر کے میں بس میں سوار ہُوا اور دعا پر زور دیا اور خدا سے گڑگڑا کر دعائیں مانگنا شروع کر دیں خدایا اس تکلیف سے نجات دے داڑھ میں اتنا شدید درد تھا کہ میں ہی جانتا ہوں۔ یا میرا خدا جانتا ہے میں سارے سفر کے دوران دعا مانگتا رہا اور جب ربوہ بس سے اُترا۔ تو داڑھ کا درد ایسے کافور ہو گیا جیسے پہلے کبھی تھا ہی نہیں میرا دل خدا کے شکر سے لبریز ہو گیا۔ اور بے اختیار منہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا یہ شعر نکلا ؎

غیر ممکن کو یہ ممکن سے بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو زورِ دُعا دیکھو تو

ہر خادم زورِ دعا کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ مجھے اس بات کا کامل یقین ہے کہ خدا ہماری دعائیں ضرور سنتا ہے۔ دعا کے ذریعہ ہی ہم ساری دنیا پر غالب آ سکتے ہیں۔ (ناصر علی ناصر - لائلپور)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے چھبیسویں سالانہ اجتماع کی مختصر روداد

★ - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایمان افروز خطاب،

★ - قرآن مجید، حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درس،

★ - ذکر حبیب علیہ السلام اور محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے خطاب،

★ - مجلس شوریٰ کے اجلاس، تلقینِ عمل اور علمی و ورزشی مقابلہ جات۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا چھبیسواں سالانہ اجتماع حسب سابق اپنی مخصوص دینی و تربیتی روایات کے ساتھ مرکزِ سلسلہ ربوہ کی روحانی فضا میں ۱۸ اخاء ۱۳۴۷ھش بروز جمعہ شروع ہو کر ۲۰ اخاء کو نہایت کامیابی کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ امسال یہ اجتماع زیر تعمیر مسجدِ اقصیٰ کے ساتھ جلسہ گاہ جلسہ سالانہ میں حسب سابق کیمپ کی طرز پر خدام کے نصب کردہ اپنے خیموں میں منعقد ہوا۔ اجتماع کے افتتاح اور اختتام کے مواقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نہایت روح پرور اور ایمان افروز تقاریر فرمائیں۔ خدام نے حسب معمول یہ تین دن اور ان کی درمیانی راتیں دعاؤں اور ذکر الٰہی کے روح پرور ماحول میں بسر کیں۔ پروگرام روزانہ علی الصبح ۴½ بجے نمازِ تہجد کی ادائیگی سے شروع ہو کر بالعموم گیارہ بجے رات تک جاری رہتا تھا۔ اس تمام عرصہ میں خدام نے باجماعت نماز تہجد اور پنجگانہ نمازوں کی بالالتزام ادائیگی کے علاوہ قرآن مجید، حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درس سُنے۔ نیز ذکر حبیبؑ اور تلقینِ عمل کے پروگرام کے تحت اہم تربیتی تقاریر سُنیں۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات میں ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ مزید برآں خدام کی مجلس شوریٰ کے اجلاس بھی منعقد ہوئے جن میں ملک بھر میں پھیلی ہوئی مجالس خدام الاحمدیہ کے نمائندگان نے شرکت کی۔ اجتماع کے موقعہ پر خدام کے ہاتھ کی بنی ہوئی ایک صنعتی نمائش بھی لگائی گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال مجلس خدام الاحمدیہ کا اجتماع مجالس اور خدام ہر دو کی تعداد کے لحاظ سے گذشتہ سالوں سے بہت کامیاب رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ امسال آخری روز کی تعداد کے لحاظ سے

۲۲۵ مجالس کے مجموعی طور پر ۲۸۵۴ خدام نے اجتماع میں شرکت کی۔ جبکہ گذشتہ سال ۲۰۹ مجالس کے کل ۲۵۲۷ خدام اجتماع میں شامل ہوئے تھے۔ بیرونی مجالس سے شامل ہونے والے خدام کی تعداد ۱۳۸۲ تھی۔ جبکہ گزشتہ سال یہ ۱۱۱۶ تھی۔ گویا امسال سالانہ اجتماع میں گذشتہ سال کی نسبت ۲۶ مجالس اور ۲۰۷ خدام کا اضافہ ہوا۔ اور یہ امر اس اجتماع کی کامیابی اور ترقی پر دال ہے۔ ذیل میں مختصر طور پر اجتماع کے تینوں دنوں کی روداد درج کی جاتی ہے:-

افتتاحی اجلاس

ملک کے مختلف حصوں سے خدام ۱۷ اخاء کی شام سے ہی خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں شمولیت کے لئے ربوہ پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ ۱۸ اخاء کی صبح کو ½۷ بجے تا ۱۱ بجے تک خدام نے دفتر بیرون مقام اجتماع سے داخلہ کے ٹکٹ حاصل کئے۔ اور مقامِ اجتماع میں مقررہ قطعات میں اپنے اپنے خیمے نصب کئے۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ۱۱ سے ½۱۱ بجے تک اجتماع کے جملہ امور کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد خدام نے مسجد مبارک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نمازِ جمعہ اور نمازِ عصر ادا کیں۔ ازاں بعد خدام مقامِ اجتماع میں پہنچ گئے۔ ۳ بجے خدام کی حاضری ہوئی۔ اور جملہ خدام مقامِ اجتماع میں شامیانوں اور قناتوں کے خوبصورت پنڈال میں جمع ہو کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد کا انتظار کرنے لگے ½۳ بجے کے قریب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مقامِ اجتماع میں تشریف لائے۔ حضور کے تشریف لانے پر جملہ خدام نے احتراماً کھڑے ہو کر اور اسلامی نعروں سے حضور کا استقبال کیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے صدر نشست پر جلوہ افروز ہونے کے بعد سالانہ اجتماع کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ جو مکرم قاری محمد عاشق صاحب نے کی۔ اس کے بعد جملہ خدام نے کھڑے ہو کر حضور کی اقتداء میں "خدام الاحمدیہ کا عہد" دہرایا۔ عہد کے بعد مکرم صالح محمد خانصاحب متعلم جامعہ احمدیہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم "کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تقریباً چالیس منٹ تک خدام سے ایک نہایت روح پرور اور بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ جس میں حضور نے قرآنی آیت "اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ" کی نہایت لطیف تشریح فرما کر خدام کو اپنے اندر اس آیت میں مذکورہ دو صفات پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس ضمن میں حضور نے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ سے بنیادی طور پر جماعت احمدیہ اور خلفاء احمدیہ دو مطالبے کرتے ہیں۔ اول القوی ہونا دوم الامین ہونا۔ (حضور کے اس خطاب کا ملخص روزنامہ الفضل کے شمارہ ۲۰ اخاء ۱۳۴۷ہش میں شائع ہو چکا ہے) خطاب کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پرسوز اجتماعی دعا کرائی جس میں مقامِ اجتماع میں حاضر جملہ خدام، اطفال اور زائرین نے شرکت کی دعا کے بعد حضور نے مقامِ اجتماع کا معائنہ فرمایا۔ اور تقریباً پونے پانچ بجے واپس تشریف لے گئے۔

درس القرآن، حدیث و ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

سالانہ اجتماع کے پروگرام کا ایک اہم حصہ قرآن مجید، حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درس کا تھا۔ ۱۸ راخاء کو بعد نماز مغرب و عشاء محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مندرجہ ذیل قرآنی آیات کا درس دیا:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ۚ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَشْتَہِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝ (حٰمٓ سجدہ ع ۴)

محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں استقامت دکھانے والوں کی تائید و نصرت جیسے کہ پہلے ہوتی رہی ہے اس وقت بھی ہو رہی ہے۔ اس ضمن میں آپ نے ۱۹۵۳ء کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی طرف سے جماعت احمدیہ کی خاص حفاظت کا ذکر فرمایا۔

۱۹ راخاء کو بعد نماز فجر محترم میر محمود احمد صاحب ناصر نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے بنیادی آیت "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کا درس دیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مذکورہ دو صفات رحمانیت اور رحیمیت کا مظہر بن کر انسان قرآنی علوم سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ صفت رحیمیت کے تحت انسان پر لازم ہے کہ وہ توجہ، دعا اور کوشش سے کام لے اور صفت رحمانیت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی محنت اور کوشش کالعدم سمجھتے ہوئے خدائی فضل پر بھروسہ رکھے۔

۱۹ راخاء کو بعد نماز مغرب و عشاء محترم میر محمود احمد صاحب ناصر نے ہی حدیث کا درس دیا۔ آپ نے حدیث نبوی "اِنّ اشد الناس بلاء الانبیاء ثمّ الذین یلونھم ثمّ الذین یلونھم" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو اسلام کی راہ میں بہت سے مصائب اور ابتلاؤں سے گزرنا پڑا۔ اسی طرح ہمیں بھی ابتلاء درپیش ہوں گے۔ پس ہمیں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے نمونۂ صبر کو اختیار کرنا ہوگا۔

۲۰ راخاء کو بعد نماز فجر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے سورۃ الجمعہ کی آیت "واذا رأوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما۔ قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر الرازقین ۝" کا درس دیا۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ اس آیت کا زیادہ تر

اطلاق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ پر ہوتا ہے پس اگرچہ اس زمانہ میں دنیاوی لہو ولعب کی کثرت ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کے افراد کا فرض ہے کہ وہ روحانی اجتماعات میں شمولیت کی خاطر پروانہ وار مرکز میں جمع ہوا کریں۔

۲۰ر اخاء کو دس بجے صبح محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات کا درس دیا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر ۲۵ر دسمبر ۱۸۹۷ء بر موقعہ جلسہ سالانہ کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں آپ نے جماعت کے لئے تقویٰ کی خاص ضرورت پر زور دیا ہے۔

ذکرِ حبیب علیہ السلام

۱۹ر اخاء کو بعد نماز ظہر و عصر ذکر حبیب علیہ السلام کے پروگرام کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب، مختار شاہجہانپوری کی تقریر کا ریکارڈ سنایا گیا۔ حضرت حافظ صاحب بوجہ علالت طبع مقامِ اجتماع میں تشریف نہ لا سکتے تھے اس لئے مجلس کی درخواست پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاقِ کریمانہ کا ایک نہایت دلچسپ واقعہ ریکارڈ کر کے بھجوایا۔ یہ واقعہ جلسۂ مذاہب عالم سے متعلق ہے۔ جو ۱۸۹۶ء میں لاہور میں منعقد ہوا تھا۔ ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ ایک صحابی کی زبانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بلند اخلاق کا یہ ایمان افروز واقعہ سُن کر تمام سامعین پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔

علمی مقابلہ جات

سالانہ اجتماع کے دوران خدام کے مابین متعدد علمی مقابلہ جات ہوئے جن میں کثیر تعداد میں خدام نے شرکت کی جو خدام ان مقابلہ جات میں خود شریک نہ ہوئے انہوں نے مقابلوں کی کارروائی سُن کر اپنے علم میں اضافہ کیا۔ ان مقابلہ جات میں منصفین کے فرائض محترم مولانا ابو العطاء صاحب، محترم میر داؤد احمد صاحب، محترم مولانا غلام باری صاحب سیف محترم مولوی محمد احمد صاحب ثاقب، محترم پروفیسر نصیر احمد خانصاحب، محترم مسعود احمد خانصاحب دہلوی اور بعض دیگر علماء کرام نے سرانجام دیئے۔ ان مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والے خدام کو انعامات اور اسناد دی گئیں تعلیم کے لحاظ سے خدام کو تین معیاروں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ہر سہ معیاروں کے مندرجہ ذیل علمی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

حُسنِ قرأت، حفظ، ترجمہ اور تفسیر قرآن کریم، مطالعۂ حدیث، مطالعۂ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقریر، مضمون نویسی، اذان، نظم خوانی، عام معلومات، مشاہدہ و معائنہ اور پیغام رسانی۔

علاوہ ازیں قرآن کریم، عام دینی معلومات اور ذہانت کے تحریری امتحانات لئے گئے ان تینوں امتحانات میں تمام خدام کا شامل ہونا لازمی تھا چنانچہ ان امتحانات کے ذریعہ اجتماع میں شریک تمام خدام کے علمی اور ذہنی معیار کا جائزہ لیا گیا۔

ورزشی مقابلہ جات

علمی مقابلہ جات کے علاوہ خدام کے ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے جو انفرادی اور اجتماعی ہر دو قسم کی کھیلوں پر مشتمل تھے ان مقابلہ جات میں بھی متعدد خدام نے شرکت کر کے اپنی جسمانی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اور عوام کیلئے دلچسپی اور تفریح کا سامان کیا۔ کھیلوں کے اکثر مقابلے جامعہ احمدیہ کی گراؤنڈز میں ہوئے۔ جہاں خدام کے علاوہ دیگر شائقین نے بھی جمع ہو کر خدام کے کھیل دیکھے۔ اور داد دی۔ اجتماعی کھیلوں کے لئے تمام مجالس کے حلقے بنائے گئے تھے۔ ہر حلقہ کی طرف سے ایک ایک ٹیم نے مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ امسال کبڈی، فٹ بال، والی بال اور رسہ کشی کے مقابلے کروائے گئے ان کے نتائج حسب ذیل رہے:۔

کبڈی میں ملتان ڈویژن چیمپین اور لاہور ڈویژن رنر اپ قرار پائی

فٹ بال میں ربوہ 〃 〃 سرگودھا 〃 〃 〃

والی بال میں 〃 〃 〃 لاہور 〃 〃 〃

رسہ کشی میں ملتان 〃 〃 سرگودھا 〃 〃 〃

انفرادی کھیلوں کے مندرجہ ذیل مقابلہ جات کروائے گئے:۔

۱۰۰ گز، ۴۴۰ گز اور ایک میل کی دوڑیں۔ لمبی چھلانگ۔ اونچی چھلانگ۔ نیزہ پھینکنا۔ گولہ پھینکنا۔ کلائی پکڑنا۔ وزن اٹھانا۔ نشانہ غلیل اور اونچی آواز۔ نشانہ غلیل کے ایک عام مقابلہ کے علاوہ مہتممین مرکزیہ اور قائدین اضلاع و علاقائی کے درمیان میں مقابلے ہوئے یہ مقابلے بہت دلچسپ تھے۔

اجتماعی اور انفرادی کھیلوں میں امتیاز حاصل کرنے والی ٹیموں اور خدام کو انعامات دیئے گئے۔

مجلس شوریٰ

مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کا ایک اہم پروگرام مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوتا ہے جس میں مختلف مجالس کے متعدد نمائندگان شریک ہو کر مجلس کے بارے میں اہم امور پر غور کرتے اور آئندہ سال کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ کا بجٹ آمد و خرچ تیار کر کے خلیفہ وقت کی خدمت میں بغرض منظوری پیش کرتے ہیں۔ امسال مجلس شوریٰ کا بائیسواں سال تھا اس شوریٰ کا ایجنڈا اور آئندہ سال کے آمد و خرچ کا میزانیہ اجتماع سے قبل تمام مجالس کو بھجوا دیا گیا تھا۔ تاکہ ان کے بارے میں مجالس کے نمائندگان خدام کی آراء حاصل کر کے مجلس شوریٰ میں پیش کر سکیں۔ امسال اجتماع میں شامل ہونے والی مجالس کے کل ۲۹۴ نمائندگان مجلس شوریٰ میں شامل ہوئے۔

اجتماع کے موقعہ پر مجلس شوریٰ کے تین اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

کی زیر صدارت منعقد ہوئے ۔ ایجنڈا اور بجٹ پر خصوصی غور کرنے کے لئے مجلس شوریٰ کے پہلے اجلاس میں چار سب کمیٹیاں بنادی گئیں جن میں شامل نمائندگان کے ۱۸ اور ۱۹ اخاء کی درمیانی شب کو ایک دو بجے تک اجلاس منعقد ہوئے ۔ شوریٰ کے باقی دو اجلاسوں میں ان سب کمیٹیوں کی سفارشات پر غور کیا گیا ۔ اور جن امور پر نمائندگان کی کثرت رائے متفق ہوئی ان کی سفارش سیدنا خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض منظوری پیش کر دی گئی ۔ امسال ایجنڈا اعتماد تعلیم و تربیت اور مال کی نہایت اہم چودہ تجاویز پر مشتمل تھا ۔ اور سال ۴۸ ۔ ۱۳۴۷ ہش کے لئے آمد و خرچ کا میزانیہ ۱۹۵۶۶۰ روپے تھا ۔

مشورہ برائے انتخاب صدر

امسال مجلس شوریٰ نے آئندہ دو سال کے لئے نئے صدر خدام الاحمدیہ کے تقرر سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سفارش بھی پیش کرنا تھی ۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کے ماتحت ۱۹ اخاء کو بعد دوپہر محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم ۔ اے نے شوریٰ خدام الاحمدیہ کے اجلاس میں تشریف لا کر اپنی زیر صدارت انتخاب کرایا ۔ قواعد کی رو سے شوریٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تین ناموں کی سفارش کرنا تھی ۔ بوقت انتخاب چھ نام پیش ہوئے ۔ چنانچہ اجلاس کے بعد محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب نے آراء شماری کے لحاظ سے ان میں سے اوپر کے تین نام (محترم میر محمود احمد صاحب ناصر، محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب اور محترم عطاء المجیب صاحب راشد) شوریٰ کی طرف سے سفارش کے طور پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کئے ۔ انتخاب کے موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا نام بھی پیش کیا گیا تھا لیکن آپ چونکہ آئندہ سال مجلس انصار اللہ میں شامل ہو رہے ہیں اس وجہ سے یہ سمجھا گیا کہ آپ کا نام اس انتخاب میں پیش نہیں ہو سکتا اسی بناء پر اس موقعہ پر نہ آپ کا نام پیش ہوا اور نہ اس بارہ میں رائے لی گئی جب انتخاب کی کارروائی اس تفصیل کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی گئی تو حضور نے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو ایک سال کے لئے صدر مجلس خدام الاحمدیہ مقرر فرما دیا ۔

تلقین عمل

تلقینِ عمل کے پروگرام کے تحت محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ۱۹ اخاء کو بعد نماز عشاء مقام اجتماع میں تشریف لا کر خدام کو بیش قیمت نصائح سے نوازا ۔ آپ کا یہ خطاب نصف گھنٹہ تک جاری رہا ۔ آپ نے خدام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی بڑی غرض نوجوانوں کی تربیت ہے ۔ لیکن بعض خدام تربیتی امور سے لاپرواہی کا اظہار کرتے ہیں ۔ جس کی وجہ سے بڑا دکھ ہوتا ہے ۔ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے بڑے دردبھرے انداز میں خدام کو نصیحت فرمائی کہ آپ اپنی

حالتوں میں تبدیلی پیدا کریں۔ اپنے اخلاق کا معیار بلند کریں۔ اور اپنے نفسوں کا ہر دم محاسبہ کرتے رہیں۔ اس ضمن میں آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات بھی پیش فرمائے۔

محترم صاحبزادہ صاحب کے خطاب کے بعد مکرم پروفیسر محمد طفیل صاحب قائد علاقہ ملتان نے اپنے تجربات کی روشنی میں خدام سے بیس منٹ تک خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں مجلس کے عہدیداران کو اپنا بہتر نمونہ خدام کے سامنے پیش کرنے اور خدام کو عہدیداران کی کامل اطاعت کرنے کی طرف بڑے مؤثر پیرایہ میں توجہ دلائی۔ علاوہ ازیں آپ نے نماز باجماعت کی باقاعدگی کی طرف بھی خدام کو متوجہ کیا۔

۲۰ ؍اخاء کو ساڑھے دس بجے تا پونے بارہ بجے قبل از دوپہر تلقینِ عمل کے پروگرام کے تحت مہتممینِ مرکزیہ نے اپنے اپنے شعبہ کے متعلق خدام اور عہدیداران کو ہدایات دیں۔ اور اپنی مساعی تیز سے تیز تر کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

خطاب محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

۲۰ ؍اخاء کو مہتممین کے خطاب کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے بیش قیمت نصائح سے پُر خدام سے ایک مؤثر خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں خدام کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا فرض ہے کہ آپ خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کی راہ میں اپنے نفسوں پر تو سختی وارد کریں لیکن اپنے بھائیوں اور اپنے ماتحتوں سے نرمی اور حسنِ اخلاق کا سلوک کریں۔ نیز اس امر کا بھی لحاظ ضروری ہے کہ ترقیات کی راہ میں ایک طرف تو ہم چھوٹے درجات پر راضی نہ ہوں لیکن دوسری طرف بظاہر حقیر اور ادنےٰ کامیابی اور ترقی پر بھی خدا تعالےٰ کا بہت شکر ادا کریں۔ علاوہ ازیں محترم صدر صاحب نے بڑے مؤثر پیرایہ میں خدام کو اصلاح و ارشاد جیسے اہم فریضہ کی طرف متوجہ کیا۔ اپنے خطاب کے آخر میں آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ کے ضلعی نظام کو بہت مضبوط کرنے کی طرف توجہ دلائی اور قائدینِ اضلاع کو اپنی اپنی مجالس کی حالت بہتر بنانے کا اسی طرح ذمہ دار قرار دیا۔ جس طرح قائد مقامی اپنے حلقہ کے خدام کی تربیت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ محترم صدر صاحب کا یہ قیمتی خطاب ۲۲ منٹ تک جاری رہا۔

اختتامی اجلاس

اجتماع کے آخری روز ۲۰ ؍اخاء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ساڑھے تین بجے بعد دوپہر مقام اجتماع میں تشریف لائے۔ سٹیج پر حضور کی آمد پر سب خدام نے کھڑے ہو کر اور پرجوش اسلامی نعروں سے آپ کا استقبال کیا۔ بعد ازاں حضور کی صدارت میں اختتامی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم مظفر احمد صاحب منصور

متعلّم جامعہ احمدیہ نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ اس کے بعد سب خدام نے کھڑے ہو کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں اپنے عہد کو دُہرایا۔ ازاں بعد مکرم محمد یاسین صاحب نے حضرت المصلح الموعودؓ کی نظم "پردۂ زُلفِ دوتا رُخ سے ہٹالے پیارے" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

اس کے بعد تقسیم انعامات کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ سالِ گذشتہ میں نمایاں کارکردگی کے لحاظ سے مجلس اطفال الاحمدیہ چک ۱۲۱ ج ب گوکھووال ضلع لائلپور کو سب مجالس میں اوّل قرار دیا گیا۔ حضور نے اپنے دستِ مبارک سے مجلس کے قائد اور ناظم اطفال کو مجلس اطفال الاحمدیہ کا "علمِ انعامی" عطا فرمایا۔ مجلس لائلپور اور محمد آباد اسٹیٹ (ضلع تھرپارکر) علی الترتیب دوم اور سوم قرار دی گئیں اور ان کو سندات امتیاز کا مستحق قرار دیا گیا۔ ضلعی قیادتوں میں نمایاں کارکردگی کے لحاظ سے مجلس خدام الاحمدیہ ضلع سرگودھا اوّل، مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لائلپور دوم اور مجلس خدام الاحمدیہ ضلع ہزارہ و جھنگ کو سوم قرار دیا گیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ضلع سرگودھا کے قائد مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب کو انعام جاریہ کے طور پر شیلڈ عطا فرمائی۔ نیز امتیاز حاصل کرنے والی ضلعی مجالس کے قائدین میں سندات امتیاز تقسیم فرمائیں۔ علاوہ ازیں اجتماع کے موقعہ پر علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والے خدام کے انعامات اور سندات قائدینِ اضلاع کو دیئے گئے۔ تاکہ وہ اپنی مجالس میں انہیں تقسیم کر سکیں۔

تقسیم انعامات کی کارروائی کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام سے قریباً پون گھنٹہ تک ایک روح پرور اور پُر ولولہ خطاب فرمایا جس میں حضور نے اپنے گذشتہ خطاب کے تسلسل میں جو آپ نے اجتماع کے افتتاح کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی اس کے رسولؐ اور باہم ایک دوسرے کی امانتوں کو پورے طور پر ادا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سی بشارتیں دی ہیں ان بشارتوں کا ذکر کرنے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی بشارتوں کے وعدے حق ہیں لیکن ان کا وارث بننے کے لئے خدا تعالیٰ کی راہ میں "تکالیف اور مصائب کا برداشت کرنا بھی ضروری ہے"۔ اس کے بعد حضور نے خدام کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے پُر ولولہ انداز میں فرمایا۔ کہ اگر تم خدا تعالیٰ کی راہ میں ان مصائب کو صبر سے برداشت کرلوگے تو اللہ تعالیٰ اپنی بشارتوں کے وعدے ضرور پورے کرے گا۔ فرمایا۔ کہ مَیں تو دیکھ رہا ہوں کہ وہ وقت بڑا قریب ہے جب اسلام ساری دنیا پر پھیل جائے گا۔ غلبہ بہرحال اسلام کا ہے اور یہ غلبہ خدائی وعدہ کے مطابق جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہوگا (حضور کے اس خطاب کا ملخص روزنامہ الفضل کے شمارہ ۲۲ اخاء ہش۱۳۴۷ میں شائع ہوچکا ہے)

خطاب کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک پُرسوز اجتماعی دعا کرائی جس میں مقامِ اجتماع میں حاضر جملہ خدام اطفال اور زائرین شامل ہوئے۔ دُعا کے بعد حضور قریباً پونے پانچ بجے شام مقام اجتماع سے تشریف لے گئے اور جملہ خدام کو واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس طرح مجلس خدام الاحمدیہ کا چھبیسواں سالانہ اجتماع تین روز تک

جاری رہنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور پر سوز اور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

فرائض کارکنان

سالانہ اجتماع کے انتظام کیلئے مرکزی مجلس عاملہ کے سپرد مندرجہ ذیل فرائض کئے گئے تھے۔

۱۔ اعتماد۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب

۲۔ شوریٰ۔ " " "

۳۔ مقام اجتماع۔ مکرم منیر احمد صاحب عارف

۴۔ لاؤڈ سپیکر، پنڈال و سٹیج:۔ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد

۵۔ اندرون۔ مکرم مرزا انس احمد صاحب و مکرم راجہ ناصر احمد صاحب

۶۔ دفتر بیرون و انکوائری آفس۔ سائیکل سٹینڈ:۔ مکرم عبدالشکور صاحب اسلم

۷۔ حفاظت بیرون و پہرہ۔ مکرم محمد اسلم صاحب صابر

۸۔ علمی مقابلہ جات۔ مکرم قریشی نور الحق صاحب تنویر

۹۔ ورزشی مقابلہ جات۔ مکرم عبدالرزاق صاحب۔

۱۰۔ خوراک۔ مکرم عبدالرشید صاحب غنی

۱۱۔ صفائی و آب رسانی۔ مکرم چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال

۱۲۔ روشنی:۔ مکرم مبارک احمد صاحب انصاری

۱۳۔ طبی امداد۔ مکرم عبدالرزاق صاحب

۱۴۔ سپلائی۔ مکرم منور شمیم صاحب خالد

۱۵۔ صنعتی نمائش۔ مکرم مبارک احمد صاحب انصاری

۱۶۔ اشاعت۔ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد

۱۷۔ نظم و نسق۔ مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر و مکرم مرزا ادریس احمد صاحب

۱۸۔ اجتماع اطفال۔ مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب

نتائج علمی مقابلہ جات

۱۔ حسن قرأت قرآن کریم (۱۱)[1]

اول:۔ صالح محمد خان صاحب (ربوہ)

دوم:۔ مظفر احمد صاحب منصور۔ (ربوہ)

سوم:۔ نصیر الحق صاحب (ربوہ)

۲۔ حفظ قرآن کریم (۱۰)

اول:۔ مبشر احمد صاحب کاہلوں (ربوہ)

دوم:۔ عبدالوہاب صاحب (ٹھٹھہ۔ حیدر آباد)

دوم:۔ مظفر احمد صاحب منصور۔ (ربوہ)

سوم:۔ صالح محمد خان صاحب۔ (ربوہ)

۳۔ ترجمہ و تفسیر قرآن کریم۔

معیار اول (۱۰):۔ اول۔ مبشر احمد صاحب کاہلوں۔ (ربوہ)

اول۔ انعام الحق صاحب کوثر۔ (ربوہ)

دوم۔ صالح محمد خان صاحب۔ (ربوہ)

دوم۔ عبدالوہاب صاحب (ٹھٹھہ۔ حیدر آباد)

معیار دوم (۹):۔ اول۔ صالح محمد صاحب (خوشاب)

دوم۔ عبدالحی صاحب بشارت (ربوہ)

معیار سوم (۵):۔ اول۔ مبارک احمد صاحب ظفر (ترگڑی)

دوم:۔ عطا محمد صاحب (ترگڑی)

---

[1] مقابلہ میں شامل ہونیوالے خدام کی کل تعداد

۴۔ مطالعہ حدیث

معیار اول (۷)۔ اول ۔ رانا منور احمد خانصاحب (ربوہ)
دوم ۔ عبدالعزیز صاحب طاہر (ربوہ)
معیار دوم (۵)۔ اول ۔ نذیر احمد صاحب خادم (چک ۱۸۲ بہادر ننگل)
دوم ۔ محمد زکریا خانصاحب (ربوہ)
معیار سوم (۲)۔ اول ۔ مبارک احمد صاحب ظفر (ننگر گڑی)
دوم ۔ شریف احمد صاحب ڈھیڑوی (کروندی)

۵۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ

معیار اول (۸)۔ اول ۔ عبدالرب صاحب انور (کراچی)
دوم ۔ عبدالعزیز صاحب طاہر (ربوہ)
معیار دوم (۵)۔ اول ۔ مبشر احمد صاحب کاہلوں (ربوہ)
دوم ۔ نذیر احمد صاحب خادم (چک ۱۸۲ بہادر ننگل)
معیار سوم (۵)۔ اول ۔ محمد اشرف صاحب (بھوپال والہ)
دوم ۔ مبارک احمد صاحب ظفر (ننگر گڑی)

۶۔ تقریری مقابلہ

معیار اول (۱۳)۔ اول ۔ عبدالکریم خانصاحب خالد (ربوہ)
دوم ۔ عبدالسلام صاحب طاہر (ربوہ)
معیار دوم (۱۳)۔ اول ۔ محمد زکریا خانصاحب (ربوہ)
دوم ۔ اخوند ریاض احمد خانصاحب (ملتان)
معیار سوم (۵)۔ اول ۔ سعید احمد صاحب (نوکوٹ)
دوم ۔ شریف احمد صاحب ڈھیڑوی (کروندی)
حوصلہ افزائی ۔ محمود احمد صاحب (پشاور)

۷۔ مضمون نویسی ۔

معیار اول (۳۱)۔ اول ۔ عبدالسلام صاحب ارشد (ہری پور)
دوم ۔ عبدالرب صاحب انور (کراچی)
معیار دوم (۷)۔ اول ۔ ساجد احمد صاحب (پشاور)
دوم ۔ اخوند ریاض احمد صاحب (ملتان)
معیار سوم (۱۱)۔ حوصلہ افزائی ۔ محمد جمیل صاحب (لائلپور)

۸۔ اذان (۲۸)

اول ۔ صفی الدین صاحب (ربوہ)
دوم ۔ سید سلیم احمد صاحب (اوکاڑہ)
سوم ۔ شریف احمد صاحب (اسلام آباد)

۹۔ نظم خوانی (۲۱)

اول ۔ عبدالباسط صاحب (لاہور)
دوم ۔ مشہود الحق صاحب (ربوہ)
سوم ۔ محمد یسین صاحب (ربوہ)

۱۰۔ عام معلومات ۔

معیار اول (۹)۔ اول ۔ چوہدری عبدالمجید صاحب (جھنگ صدر)
دوم ۔ نصیر احمد صاحب (لاہور)
معیار دوم (۱۵)۔ اول ۔ محمد علی صاحب (بازید خیل پشاور)
دوم ۔ مرزا نذیر احمد صاحب (پشاور)
دوم ۔ شیخ نصیر احمد صاحب (کراچی)
معیار سوم (۵)۔ اول ۔ مبارک احمد صاحب ظفر (ننگر گڑی)
دوم ۔ محمد اشرف صاحب احمدی (بھوپال)

۱۱۔ حفظ قصیدہ فارسی

(عجب نوریست در جان محمدؐ) (۸)

اول ۔ مظفر احمد صاحب منصور (ربوہ)
دوم ۔ منیر احمد صاحب سہیل (سرگودہا)
سوم ۔ ذوالفقار احمد صاحب (دانہ ہزارہ)
سوم ۔ عبدالرب صاحب انور (کراچی)

۱۲- مشاہدہ و معائنہ (۲۰)

اوّل - نصیر الحق صاحب (ربوہ)

دوم - لئیق احمد صاحب خورشید (ربوہ)

سوم - نصیر احمد صاحب (لاہور)

۱۳- پیغام رسانی (۲ ٹیمیں)

کیپٹن اول ٹیم:- عبد الرب صاحب انور (کراچی)

" دوم ٹیم - ملک مسعود احمد صاحب (پشاور)

۱۴- مقابلہ تعلیمی کارڈ

اول - عبد الرب صاحب انور (کراچی)

نتائج انفرادی ورزشی مقابلہ جات

۱- دوڑ ۱۰۰ گز (۲۰)

اوّل - مسرور احمد صاحب (ربوہ)

دوم - سراج الحق صاحب (میاں چنوں)

۲- دوڑ ۴۴۰ گز (۱۳)

اول: مقصود احمد صاحب - (لائلپور)

دوم: مقصود احمد صاحب (ربوہ)

۳- دوڑ ایک میل (۱۱)

اول: ناصر محمود صاحب چیمہ (چک ۸۹ شمالی سرگودھا)

دوم: عبد الباری صاحب (کوئٹہ)

۴- لمبی چھلانگ (۱۳)

اول - مجیب احمد صاحب (۱۱ — ۱۷) (ربوہ)

دوم - صفی الدین صاحب قمر (۲ — ۱۷) (ربوہ)

۵- اونچی چھلانگ (۱۹)

اول - بشارت احمد صاحب (۵ — ۵) (کراچی)

دوم - محمود احمد صاحب (۴ — ۵) (چونڈہ)

۶- گولہ پھینکنا (۲۶)

اوّل: رانا اسد اللہ خان صاحب (۵ — ۳۸) (حیدر آباد)

دوم: ظفر احمد صاحب (۳ — ۳۷) (کھاریاں)

۷- نیزہ پھینکنا (۳۱)

اول: مرزا رفیق احمد صاحب (۷ — ۱۵۰) (واہ کینٹ)

دوم: قدرت اللہ صاحب (۷ — ۱۴۰) (ڈیرہ غازی خان)

۸- وزن اٹھانا (۹)

اول: رانا اسد اللہ خان صاحب (۲۵ سیر — ۲ من) (حیدر آباد)

دوم: مرزا رفیق احمد صاحب (۲۰ سیر — ۲ من) (واہ کینٹ)

۹- کلائی پکڑنا (۶)

اول - محمد یعقوب صاحب (چک ۶/۱۱ ساہیوال)

دوم - اللہ بخش صاحب (کوٹ سلطان - سرگودھا)

۱۰- اونچی آواز (۶)

اول - مرزا رفیق احمد صاحب (واہ کینٹ)

دوم - صفی الدین صاحب قمر (ربوہ)

۱۱- نشانہ غلیل - عام مقابلہ (۶۶)

اول - ظہور احمد صاحب (لائلپور)

دوم - ظفر اقبال صاحب (")

۱۲- نشانہ غلیل - مہتممین مرکزیہ (۹)

اول بشیر احمد صاحب عارف (ربوہ)

دوم - عبد الرزاق صاحب (")

۱۳- نشانہ غلیل - قائدین اضلاع و علاقائی (۱۰)

اول - مبشر احمد صاحب (پشاور)

دوم - خلیل الرحمان صاحب (ملتان)

(رپورٹ مرتبہ منصور احمد عمر - نائب مہتمم اشاعت)

چوتھا کل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ

شعبہ صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام امسال بھی گذشتہ سالوں کی طرح ماہِ اکتوبر میں کل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ منعقد کیا گیا جو اپنے سلسلہ کا چوتھا ٹورنامنٹ تھا اس میں ملک کی نامور ٹیمیں جن میں پاکستان ریلوے، واپڈا، سیالکوٹ، ربوہ اور کشمیر کلب کی ٹیمیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں، شامل ہوئیں ٹورنامنٹ کے انتظامات کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی سرپرستی میں ایک انتظامیہ کمیٹی نے پوری ہمت سے کام کیا۔

ٹورنامنٹ ۴ راکتوبر سے ۶ راکتوبر تک جاری رہا۔ ٹورنامنٹ کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے فرمایا۔

۴ راکتوبر کو ربوہ کی بی ٹیم نے کشمیر کلب گوجرانوالہ کو شکست دی۔ دوسرے روز پاکستان ریلوے نے سرگودھا ٹیم پر برتری حاصل کی۔ ربوہ اے نے واپڈا کی ٹیم کو شکست دی پاکستان ریلوے نے ربوہ بی کو، ۱ کے مقابل پر ۴۲ پوائنٹ سے شکست دی آخری روز مورخہ ۶ راکتوبر کو ٹورنامنٹ کے فائنل میچ ہوئے۔ مہمانِ خصوصی جناب ظفر چوہدری صاحب سٹیشن کمانڈر سرگودہا نے کھلاڑیوں سے مصافحہ فرمایا فائینل مقابلہ پاکستان ریلوے اور ربوہ اے ٹیم کے درمیان ہوا ریلوے نے ربوہ اے کو ۲۵ کے مقابل پر ۳۹ پوائنٹ حاصل کر کے چیمپین شپ کا اعزاز حاصل کر لیا۔

تقسیم انعامات کے جلسہ میں تلاوت و نظم کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے جملہ کھلاڑیوں مہمانوں اور منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے کامیاب ٹیموں اور کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اور دعا کروائی۔ اس طرح یہ ٹورنامنٹ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

(منتظم اشاعت کبڈی ٹورنامنٹ)

اجازتِ رخصت

خاکسار کو ایک سال تک ادارہ خالد سے منسلک رہنے کا موقع ملا ہے۔ اس عرصہ میں میں نے بہت کچھ سیکھا اور بہت کچھ پایا۔ میں ان سب خدام بھائیوں اور احباب کا ممنون ہوں۔ جنہوں نے اپنی نگارشات، منظومات، یا مشوروں کی صورت میں خاکسار سے تعاون فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

قارئین خالد کی خدمت میں درخواست دعا کے ساتھ اجازتِ رخصت چاہتا ہوں۔

(عطاء المجیب راشد)

شاندار وقار عمل

مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا شہر کو ماہ تبوک میں ایک شاندار وقار عمل منانے کا موقعہ ملا ۔

اس تصویر میں خدام ایک غریب اور نادار دوست کے کمرہ کی تعمیر میں مصروف ہیں ۔ قطار میں کھڑے ہو کر مٹی پہنچانے کا کام جاری ہے

کمرہ کی تعمیر کے بعد اس پر چھت ڈالی گئی ۔ اس تصویر میں خدام کا تعمیر کردہ کمرہ اور اسکی چھت دکھائی دے رہی ہے ۔ خدام چھت پر مٹی ڈال کر اس کار خیر کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہے ہیں ۔

(کسی قدر تفصیل رپورٹ اسی شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)

Regd. No. L. 5830 November 1968

زراعتی ٹریکٹر کے خریداروں کے لئے خوشخبری

پُرانی قیمت :- ۱۶،۳۴۰/- روپے

موجودہ قیمت :- ۱۴،۵۵۵/- روپے

انٹرنیشنل ہارویسٹر کے اعلیٰ معیار اور بہترین کارکردگی کی بے مثال روایات سو سال سے قائم ہیں۔ پاکستان میں بھی انٹرنیشنل ہارویسٹر بی-۴۵۰ ٹریکٹر بے حد مقبول ہے۔

محدود تعداد میں انٹرنیشنل ہارویسٹر بی-۴۵۰ کی قیمت میں اس نمایاں کمی کے فخریہ اعلان کا مقصد پاکستان کو غلہ کی پیداوار میں خود کفیل بنانا ہے۔

پاکستان کے ہر بڑے شہر میں ڈیلر موجود ہیں۔

اپنے آرڈر جلد بک کرا دیجئے۔
پہلے آیئے پہلے لے جایئے

انٹرنیشنل ہارویسٹر بی-۴۵۰ ٹریکٹر صرف ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بینک آف پاکستان کے قرضے سے خریدا جا سکتا ہے۔ قرضہ حاصل کرنے کے متعلق مشورہ کیلئے ہم سے یا ہمارے قریبی ڈیلر سے رجوع کیجئے۔

شاہنواز لمیٹڈ

۱۹- ویسٹ وہارف روڈ کراچی - فون :- ۵-۲۲۳۰۲۱
۸۳- مال روڈ - لاہور - فون :- ۲-۶۳۱۷۱
۳۲۶- بی پشاور روڈ - راولپنڈی - فون :- ۶۲۹۱۷
۱۷- مال روڈ - پشاور چھاؤنی - فون :- ۳۱۷۶

۸ 668

Only Title printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.